وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

آسان مشقی تجوید

علم تجوید کے موضوع پر عام فہم اور سلیس زبان
میں ایک جامع اور مفید ترین مشقی کتاب

مؤلف

حضرت مولانا محمد الطاف شمسی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

آسان مشقی تجوید

علم تجوید کے موضوع پر عام فہم اور سلیس زبان

میں ایک جامع اور مفید ترین مشقی کتاب

نام ____________________

ولدیت ____________________

مدرسہ / سکول ____________________

فہرست

آسان مشقی تجوید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ یَسِّرۡ عَلَیۡنَا ھٰذَا الۡکِتَابَ وَلَا تُعَسِّرۡ عَلَیۡنَا ھٰذَا الۡکِتَابَ وَتَمِّمۡہُ لَنَا بِالۡخَیۡرِ، لَا بِالشَّرِّ یَا فَتَّاحُ یَا فَتَّاحُ یَا فَتَّاحُ وَبِكَ نَسۡتَعِیۡنُ

پہلا لمعہ

تجوید کے بیان میں

تجوید کے لغوی و اصطلاحی معنی: تجوید کا لغوی معنی ہے۔ اَلتَّحۡسِیۡنُ وَالۡاِتۡیَانُ بِالۡجَیِّدِ یعنی کسی کام کو سنوارنا، عمدہ کرنا یا خوبصورت کرنا۔(۱) اور مجوّدین کی اصطلاح میں تجوید کی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے۔

ھُوَ اَدَآءُ الۡحُرُوۡفِ مِنۡ مَّخَارِجِھَا الۡخَآصَّةِ لَھَا مَعَ جَمِیۡعِ صِفَاتِھَا اللَّازِمَةِ وَ الۡعَارِضَةِ بِسُھُوۡلَةٍ وَّ بِغَیۡرِ کُلۡفَةٍ۔(۲) یعنی حرفوں کو اپنے مقررہ مخارج سے اپنے تمام صفات لازمہ اور عارضہ کیساتھ آسانی اور بغیر تکلف(۳) کے ادا کرنا۔

علم تجوید کی تعریف: ھُوَ عِلۡمٌ یُّبۡحَثُ فِیۡهِ عَنۡ مَّخَارِجِ الۡحُرُوۡفِ وَصِفَاتِھَا [۱] یعنی علم التجوید وہ علم ہے جس میں حروف کے مخارج اور صفات سے بحث کی جاتی ہے۔(۴)

[۱] وَعَنۡ طُرُقِ تَصۡحِیۡحِ الۡحُرُوۡفِ وَ تَحۡسِیۡنِھَا

علم تجوید کا موضوع(۵): علم تجوید کا موضوع حروف تہجی یعنی الف سے یا تک کے حروف ہیں۔[۱]

[۱] جن کی تعداد انتیس ہے۔

---

(۱) یعنی کسی کام کو ایسا کرنا جس میں کوئی کمی باقی نہ رہے۔

(۲) یا التجوید عبارۃ اخراج کل حرف من مخرجه و اعطاء حقه من الصفات مکمّلا۔

(۳) تکلف سے مراد یہ ہے کہ قاری کے چہرے سے پڑھتے وقت گرانی کے آثار ظاہر ہوں۔ جیسے پیشانی پر شکن پڑنا، زور سے آنکھیں بند کرنا، منہ کا ٹیڑھا ہونا، جن حرفوں کی ادائیگی میں ہونٹوں کو دخل نہیں، ان کے ادا کرنے میں ہونٹوں کو گول کرنا یا خواہ مخواہ حرکت دینا۔ یہ تمام باتیں معیوب ہیں اور ایسا کرنے کو ہی تکلف کہتے ہیں۔

(۴) تجوید اور علم التجوید میں فرق یہ ہے، کہ تجوید اس عمل کا نام ہے جس کے ذریعے قرآن مجید کے حروف صحیح اور عمدگی کیساتھ ادا ہوتے ہیں اور علم التجوید اس عمل کے اصول اور قواعد کا نام ہے۔

(۵) موضوع کسی علم کا وہ ہوتا ہے جس کے متعلق اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

علم تجوید کی غرض و غایت [۱]**:** علم تجوید کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کے حروف و کلمات کے صحیح ادا کرنے پر قدرت حاصل کیا جائے۔ اور تمام اغلاط سے بچ جائے۔

علم تجوید کا فائدہ: دونوں جہانوں کی سعادت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

علم تجوید کا حکم: علم تجوید کے موافق قرآن شریف پڑھنا فرض عین ہے اور علم تجوید سیکھنا فرض کفایہ ہے۔[۲]

تمرین

سوال: علم تجوید کی تعریف بیان کیجئے؟

جواب: ______________________________

____

سوال: علم تجوید کی غرض وغایت بیان کیجئے؟

جواب: ______________________________

____

سوال: تجوید اور علم تجوید میں کیا فرق ہے؟

جواب: ______________________________

____

---

[۱] کسی علم وفن کے حاصل کرنے سے جو چیز مقصود ہوتی ہے، اس کو اس علم کی غرض وغایت کہتے ہیں۔

[۲] حضرت ملّا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ھٰذَا الْعِلْمُ لَا خِلَافَ فِیْ اَنَّہٗ فَرْضُ كِفَايَةٌ وَالْعَمَلُ بِهٖ فَرْضُ عَيْنٌ" (المنح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ) یعنی اس میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ علم تجوید کا حاصل کرنا فرض کفایہ اور اس کے موافق قرآن مجید پڑھنا فرض عین ہے۔ اسی طرح امام جزریؒ فرماتے ہیں "وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ۔ مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ" (مقدمۃ الجزری شعر: ۲۷)

سوال: تجوید کی تعریف میں "بغیر تکلف" سے کیا مراد ہے؟

جواب: ______________________________

____

سوال: موضوع کسے کہتے ہے اور علم تجوید کی موضوع کیا ہے؟

جواب: ______________________________

____

دوسرا لمعہ

لحن کے بیان میں (۱)

لحن کے لغوی و اصطلاحی معنی: تجوید کی ضد لحن ہے لحن کے لغوی معنی ہے لہجہ اور غلطی[ا]۔ اور اصطلاح میں تجوید کے خلاف قرآن شریف پڑھنے کو لحن کہتے ہے۔

[ا] یہاں لحن سے مراد غلطی ہے۔

لحن کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) لحن جلی ۲) لحن خفی۔

لحن جلی: لحن جلی واضح اور موٹی غلطی کو کہتے ہے۔ اور یہ مخارج، صفات لازمہ اور حرکات و سکنات میں ہوتی ہے۔ اس حساب سے لحن جلی کی چار قسمیں بنتی ہیں۔

اول: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا۔ جیسے قَلْبٌ کی جگہ کَلْبٌ پڑھنا۔

دوم: کسی حرف کو زیادہ کرنا۔ جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْحَمْدُوْ پڑھنا۔

سوم: کسی حرف کو کم کرنا۔ جیسے وَلَمْ یُوْلَدْ کی جگہ وَلَمْ یُلَدْ پڑھنا۔

چہارم: حرکات و سکنات میں غلطی کرنا۔ اس میں پانچ قسمیں بنتی ہیں۔

---

(۱) سوال: تجوید کیساتھ لحن کیوں ذکر کیا؟ جواب: ایک عام اصول اور ضابطہ ہے "تُعْرَفُ الْاَشْیَآءُ بِاَضْدَادِھَا" یعنی چیزیں اپنی ضدّوں کے ذریعہ پہچانی جاتی ہیں۔ اگر کسی شئ کے ساتھ اسکی ضد کو بھی بیان کیا جائے تو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اسلئے تجوید کیساتھ لحن کو بھی ذکر کیا تاکہ تجوید پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۱)حرکت کو حرکت سے بدلنا۔ جیسے اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنْعَمْتُ پڑھنا۔

۲)حرکت کو سکون سے بدلنا۔ جیسے خَتَمَ اللّٰہُ کی جگہ خَتْمَ اللّٰہُ پڑھنا۔

۳)سکون کو حرکت سے بدلنا۔ جیسے اَنْعَمْتَ کی جگہ اَنَعَمَتَ پڑھنا۔

۴)مشدد کو مخفف پڑھنا جیسے مُسْتَمِرٌّ کی جگہ مُسْتَمِرٌ،صَدَّقَ کی جگہ صَدَقَ وغیرہ پڑھنا۔

۵)مخفف کو مشدد پڑھنا جیسے مُزْدَجَرٌ کی جگہ مُزْدَجَرٌّ،صَدَقَ کی جگہ صَدَّقَ وغیرہ پڑھنا۔

لحن جلی کی حکم: لحن جلی کرنا حرام ہے اور بعض جگہ جب معنی بدل جائے تو اس سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

لحن خفی: لحن خفی چھپی اور چھوٹی غلطی کو کہتے ہے۔اور یہ صفات عارضہ میں ہوتی ہے۔[1]

[1] یعنی غنہ،اخفا، تفخیم، ترقیق،قلقلہ وغیرہ ترک کرنا۔

لحن خفی کی حکم: یہ غلطی پہلی غلطی سے ہلکی ہے یعنی مکروہ ہے لیکن بچنا اس سے بھی ضروری ہے۔

لیکن اس کو چھوٹی غلطی سمجھ کر اس کی طرف لاپرواہی کرنا بڑی غلطی ہے۔

فائدہ: لحن خفی کی قسمیں تو زیادہ بنتی ہیں۔البتہ لحن خفی وہ ہے جو لحن جلی کی قسموں میں نہ ہو۔بلکہ حرفوں کے حسین ہونے کیلیئے جو قواعد مقرر کیئے گئے ہیں ان کے خلاف پڑھنا۔ جیسے ر کو پُر کی جگہ باریک پڑھنا وغیرہ۔

تمرین

سوال: لحن کے لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: لحن خفی سے کیا مراد ہے،اور اس کی کیا حکم ہے؟

جواب: ____________________

____

سوال: لحن جلی کی اقسام اجمالاً لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: خط کشیدہ الفاظ میں لحن جلی اور لحن خفی کی نشاندہی کرائیں، نیز درست بھی لکھیں؟

کلمات	لحن جلی/لحن خفی	درست
نَعۡبُدِ		
بِمَا اُنۡزِلَ		
اَنۡعَمۡتُ		
يُنۡفِكُوۡنَ		
اَلۡهَمۡدُ		
سِرَاطَ الَّذِيۡنَ		

تیسر المعہ

تعوذ اور تسمیہ کے بیان میں

تعوذ یعنی اَعُوۡذُ بِا للّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ (۱) اتفاق کیساتھ قرآن شریف کا جزو نہیں ہے بلکہ الگ دعا ہے۔ اور تسمیہ یعنی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اتفاق کیساتھ قرآن شریف کا جزو ہے اور یہ بات کہ تسمیہ ہر سورۃ کا جزو ہے یا نہیں۔ تو اس میں فقہائے امت اور قرأء امت کا اختلاف ہے۔

تلاوت شروع کرنے سے پہلے قاری کیلئے وصل اور فصل کے اعتبار سے تین حالتیں بنتی ہیں۔

۱)ابتداء تلاوت، ابتداء سورت ۲)ابتداء سورت، درمیان تلاوت ۳)ابتداء تلاوت، درمیان سورت

---

(۱) تعوذ کو قرآن پاک شروع کرنے سے پہلے پڑھنا قاریوں کے یہاں ضروری ہے لیکن شرعًا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اگر نہ پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں، البتہ آداب قرآن کے خلاف ہے اس لئے پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے۔

ابتداء تلاوت، ابتداء سورت: اس میں تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنا ضروری ہے اور اس میں وصل و فصل کے اعتبار سے چار حالتیں بنتی ہیں یعنی فصل کل، وصل کل، وصل اول فصل ثانی، فصل اول وصل ثانی۔ اور یہ سب جائز ہیں۔

↲ لیکن پہلی صورت بہتر ہے۔

ابتداء سورت، درمیان تلاوت: اس میں صرف تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اور اس میں وصل و فصل کے اعتبار سے چار حالتیں بنتی ہیں۔ تین جائز ہیں یعنی فصل کل، وصل کل، فصل اول وصل ثانی۔ اور ایک ناجائز ہے یعنی وصل اول فصل ثانی۔

ابتداء تلاوت، درمیان سورت: اس میں تعوذ پڑھنا ضروری ہے اور تسمیہ پڑھنے میں اختیار ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔ اور وصل و فصل کے اعتبار سے اس میں دو صورتیں بنتی ہیں۔

اول صورت: صرف تعوذ پڑھنا۔ اس میں وصل بھی جائز ہے اور فصل بھی۔ لیکن اللہ تعالی کے نام کیساتھ تعوذ کا وصل جائز نہیں۔ اللہ تعالی کا نام چاہے ذاتی ہو یا صفتی ہو یا وہ ضمیر ہو جو اللہ تعالی کی طرف راجع ہو۔

دوم صورت: تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنا۔ اس میں وصل و فصل کے اعتبار سے چار حالتیں بنتی ہیں۔ دو جائز ہیں یعنی فصل کل، وصل اول فصل ثانی۔ اور دو ناجائز ہیں یعنی وصل کل، فصل اول وصل ثانی۔

فائدہ: یہ حالتیں سب سورتوں کیلئے ہیں سوائے سورۃ برأت کے، اس کے اول میں چونکہ تسمیہ نہیں ہے[1] اس لئے اس کی حالتیں دوسرے سورتوں سے بدل ہیں۔

---

[1] **سورۃ برأت کے شروع میں ترک تسمیہ کے وجوہات:** ۱) سورۃ برأت مستقل ایک الگ سورت نہیں ہے بلکہ سورت انفال کا حصہ ہے۔ ۲) سورۃ برأت کے پہلے آیات میں کفار پر قہر و غضب نازل ہوا ہے اور تسمیہ آیت رحمت ہے اسلئے غضب اور رحمت اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ۳) کاتب وحی صحابیؓ کو نبی کریمؐ نے یہاں تسمیہ لکھنے کا نہیں کہا تھا۔

سورت برأت کی حالتیں

ابتداء تلاوت، ابتداء سورت برأت: اس میں تعوذ پڑھنا ضروری ہے اور تسمیہ کے میں بارے علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک پڑھنا چاہیے اور بعض کے نزدیک ترک کرنا بہتر ہے۔اس میں بھی وصل و فصل کی دو صورتیں بنتی ہیں۔

اول صورت: صرف تعوذ پڑھنا۔اس میں وصل بھی جائز ہے اور فصل بھی جائز ہے۔

دوم صورت: تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنا۔اس میں وصل و فصل کے اعتبار سے چار حالتیں بنتی ہیں۔دو جائز ہیں یعنی فصل کل، وصل اول فصل ثانی۔اور دو ناجائز ہیں یعنی وصل کل، فصل اول وصل ثانی۔

ابتداء سورت برأت، درمیان تلاوت: اس میں اتفاق کیساتھ تعوذ اور تسمیہ دونوں ترک کرنا بہتر ہے ۔البتہ سورۃ انفال کے آخر سے وصل بھی جائز ہے، فصل بھی جائز ہے اور سکتہ بھی جائز ہے۔

لـ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ابتداء تلاوت، درمیان سورت برأت: اس حالت میں سورۃ برأت دوسرے سورتوں کی طرح ہے۔یعنی یہ حالت جس طرح دوسرے سورتوں کیلئے ہے اس طرح سورت برأت کیلئے بھی ہے۔

تمرین

سوال: وصل کل، وصل اول فصل ثانی کی دو مثالیں لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: فصل کل اور فصل اول وصل ثانی سے کیا مراد ہے؟

جواب: ____________________

____

سوال: سورۃ برأت کے شروع میں تسمیہ نہ لکھنے کی کیا وجوہات ہیں مختصر لکھیں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ تعوذ کا وصل کیوں جائز نہیں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: ابتداء سورت برأت، درمیان تلاوت میں تعوذ اور تسمیہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: ______________________________

____

سوال: فصل کل، وصل کل، فصل اول وصل ثانی، وصل اول فصل ثانی کی نشاندہی کرائیں؟ نیز جائز و ناجائز کی نشاندہی بھی کرائیں۔ نوٹ: وصل کیلیئے (+) کا نشان اور فصل کیلیئے (—) کا نشان استعمال کیا گیا ہے۔

صورتیں	فصل کل	وصل کل	فصل اول وصل ثانی	وصل اول فصل ثانی	جائز/ناجائز
سورۃ+تسمیہ+سورۃ					
تعوذ-تسمیہ+برأت					
تعوذ+تسمیہ-سورۃ					
تعوذ-تسمیہ+سورۃ					

					انفال+تسمیہ-برأت
					تسمیہ-برأت

چوتھالمعہ

مخارج کے بیان میں

مخرج کا لغوی و اصطلاحی معنی: مخارج مخرج کی جمع ہے اور مخرج کا لغوی معنی ہے نکلنے کی جگہ۔اور قرأء کی اصطلاح میں منہ کے جس حصے سے حرف یا حروف ادا ہوتے ہیں اسے مخرج کہتے ہے۔

مخارج کی تعداد

- امام خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مخارج کی تعداد سترہ ہے۔
- امام سیبویہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مخارج کی تعداد سولہ ہے۔
- امام فراء صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مخارج کی تعداد چودہ ہے۔[۱]

اس رسالہ میں ہم امام خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سترہ مخارج بیان کریں گے۔

مخرج(۱): امام خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلا مخرج **جوف دھن** ہے یعنی منہ کے اندر کا خالی حصہ،اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔واو مدہ،الف مدہ اور یائے مدہ۔ان تینوں حرفوں کو **حروف مدہ، ھوائیہ** اور **جوفیہ** کہتے ہیں۔جیسے نُوْحِيْهَا، اُوْذِيْنَا وغیرہ۔

---

[۱] یہ اختلاف حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ اعتباری اختلاف ہے۔حقیقی اختلاف تب ہوتا جب اس میں جائز یا ناجائز کی کوئی بات ہوتی یا اس کے ادا میں کوئی فرق ہوتا اور یہاں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔

مخرج(۲): اقصٰی حلق یعنی حلق (گلے) کا پچھلا حصہ سینہ کی طرف والا، اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ ء، ہ

مخرج(۳): وسط حلق یعنی حلق کا درمیان والا حصہ، اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ ع، ح (بغیر نقطے والے)

مخرج (۴): ادنٰی حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے، اس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔ غ، خ (نقطے والے)

مخرج(۵): لہات یعنی کوّا، زبان کی جڑ جب کوّے کے قریب نرم تالو سے لگے تو اس سے "ق" ادا ہوتا ہے۔

مخرج (٦): ق کے مخرج کے متصل ہی منہ کی جانب زبان کی جڑ جب اوپر سخت/خشک تالو سے لگے تو اس سے "ك" ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں حرفوں کو حروف لہاتیہ اور لَھَوِیّہ کہتے ہیں۔

مخرج (۷): وسط زبان یعنی زبان کا درمیانی حصہ جب اوپر کے تالو سے لگے، تو اس سے ج، ش اور ی غیر مدہ ادا ہوتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو حروف شجریہ کہتے ہیں۔

فائدہ: آگے جو مخارج آتے ہیں ان میں دانتوں کے نام عربی میں آئیں گے، اس لئے پہلے ان کا جاننا ضروری ہے۔

ثنایا: سامنے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں، اوپر والے کو ثنایا علیا اور نیچے والے کو ثنایا سفلی کہتے ہیں۔

رباعیات: ثنایا کے دائیں بائیں دو اوپر اور دو نیچے چار دانت ہیں، انہیں رباعیات اور قواطع کہتے ہیں۔

انیاب: رباعیات سے ملے ہوئے دو اوپر اور دو نیچے، چار نوک دار دانتوں کو انیاب اور کواسر کہتے ہیں۔

ضواحک (ہنسنے والے دانت): انیاب سے ملے ہوئے دو اوپر اور دو نیچے، چار دانتوں کو ضواحک کہتے ہیں۔

طواحن: ضواحک کے بعد تین دائیں تین بائیں اوپر اور تین دائیں تین بائیں نیچے، بارہ دانتوں کو طواحن کہتے ہیں

نواجذ: طواحن کے بعد ایک دائیں ایک بائیں اوپر اور ایک دائیں ایک بائیں نیچے چار دانتوں کو نواجذ کہتے ہیں۔

اضراس: ضواحک، طواحن اور نواجذ کو اضراس کہتے ہیں۔ جن کو اردو میں "ڈاڑھ" کہتے ہیں۔

نظم

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو — ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس — کہ کہتے ہیں قراء اضراس انہیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ — نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

مخرج (۸): ض کا ہے، حافۂ لسان جب اضراس علیا کی جڑ سے لگے تو اس سے "ض" ادا ہوتا ہے، اور اس کو "حرف حافیہ" کہتے ہیں۔ دائیں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے اور بائیں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے البتہ بائیں طرف سے ادا کرنا آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں ادا کرنا بھی صحیح ہے۔

مخرج (۹): ل کا ہے، زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ جب ثنایا علیا، رباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں کی طرف تھوڑا سا جھکتے ہوئے تالو سے ٹکر کھائے، تو اس سے "ل" ادا ہوتا ہے، دائیں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے اور بائیں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے البتہ دائیں طرف سے ادا کرنا آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں ادا کرنا بھی صحیح ہے۔

مخرج (۱۰): ن کا ہے، زبان کا کنارہ جب ثنایا علیا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں کی طرف مائل ہو کر تالو سے ٹکر کھائے، تو اس سے "ن" ادا ہوتا ہے، ضواحک اور حافہ کو اس میں دخل نہیں۔

مخرج(۱۱): ر کا ہے،زبان کا کنارہ جب ثنایاعلیا،رباعی اورانیاب کے مسوڑھوں کی طرف کسی قدر مائل ہو کر تالو سے ٹکر کھائے،مگراس میں کچھ پشت زبان بھی شامل ہو تواس سے "ر "ادا ہوتا ہے۔ان تینوں حرفوں (یعنی ل،ن،ر) کو"طرفیہ "اور"ذلقیہ "کہتے ہیں۔

مخرج(۱۲): ط، د اور ت کا ہے،جب زبان کی نوک ثنایاعلیا کی جڑ سے لگے،تو" ط، د اور ت "ادا ہوتے ہیں۔ان تینوں حرفوں کو"نِطعیہ "کہتے ہیں۔

مخرج(۱۳): ظ،ذاورث کا ہے،جب زبان کی نوک ثنایاعلیا کی سرے سے لگے،تو " ظ، ذ اور ث "ادا ہوتے ہیں۔ان تینوں حرفوں کو"لثویہ "کہتے ہیں۔

مخرج(۱۴): ص،ز اورس کا ہے،جب زبان کی نوک ثنایاعلیااور ثنایا سفلی کے درمیان آجائے، تو" ص،ز اورس "ادا ہوتے ہیں۔ان تینوں حرفوں کو"حروف صفیریہ اوراسلیّہ "کہتے ہیں۔

مخرج(۱۵): ف کا ہے،ثنایاعلیا کا سرا جب نچلے ہونٹ کی تری والے حصے سے ٹکرائے،تو" ف "ادا ہوتا ہے۔

مخرج(۱۶): شفتین یعنی دونوں ہونٹ،اس سے "ب،م اور و غیر مدہ" ادا ہوتے ہیں۔ب ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے،اس لئے اس کو"بحری"کہتے ہیں۔م ہونٹوں کی خشکی سے نکلتی ہے،اس لئے اس کو" برّی"کہتے ہیں اور و ہونٹوں کے نا تمام ملنے سے نکلتا ہے۔"ف،ب،م اور و "کو شفویّہ اورشفھیّہ کہتے ہیں۔

مخرج(۱۷): خیشوم یعنی ناک کا بانسہ[۱] ،اس سے غنہ ادا ہوتا ہے،جو کہ ن مشدد اور م مشدد میں ہوتا ہے،اور یہ اس کی ذاتی صفت ہے۔اس کے علاوہ اس سے ن مخفاۃ اور ن مدغم باادغام ناقص بھی ادا ہوتے ہیں جیسے مَنۡ یَّقُوۡلُ ، مِنۡ وَّالٍ ، کُنۡتُمۡ ۔

---

[۱] بذات خود اس سے کوئی حرف نہیں نکلتا بلکہ اس سے آوازیں نکلتی ہیں۔جیسے غنہ،اخفا۔

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ

جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو اس کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزۂ متحرک لے آئے، جہاں آواز ختم ہو جائے وہی اس حرف کا مخرج ہو گا، جیسے اَبْ، اَتْ، اَثْ وغیرہ۔

تمرین

سوال: مخرج کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: حروف نطعیہ کون سے حروف ہیں؟ ادائیگی کا طریقہ بتائیں۔

جواب: ____________________

____

سوال: دانتوں کے نام اجمالاً لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: مخرج معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ مثالوں سے لکھیں۔

جواب: ____________________

____

____

سوال: خط کشیدہ الفاظ کے مخارج لکھیں؟

کلمات	مخارج
وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا	
وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ	
وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى	
وَلَيَالٍ عَشْرٍ	
وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ	
عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ	

پانچواں لمعہ

صفات کے بیان میں

صفت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: صفات صفت کی جمع ہے اور صفت کے لغوی معنیٰ ہے، مَا قَامَ بِالشَّيْءِ مِّنَ الْمَعَانِيْ یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے سہارے قائم ہو معانی کی قبیل سے، جیسے پُر، باریک، سخت، نرم وغیرہ۔(۱) اور اصطلاح میں صفت کی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے، اَلصِّفَةُ هِيَ كَيْفِيَّةٌ عَارِضَةٌ لِّلْحُرُوْفِ عِنْدَ حُصُوْلِهٖ فِي الْمَخْرَجِ مِنَ الْجَهْرِ وَ الرِّخَاوَةِ وَ الْهَمْسِ وَ الشِّدَّةِ وَ نَحْوِهَا۔ یعنی صفت حرف کی وہ کیفیت ہے جو مخرج سے ادا ہوتے وقت اس کو پیش آتی ہے جیسا کہ جہر، رخوت، ہمس اور شدت وغیرہ۔

(۱) سمجھنے کے لئے ایک آسان مثال سے سمجھاتے ہے۔ کہ ایک بوتل میں پانی ہے اور دوسرے بوتل میں شہد ہے جب دونوں بوتلوں کو الٹا کیا جائے تو پانی جلدی نکل جائے گا اور شہد کچھ اطمینان سے نکلے گا۔ پس یہ جلدی نکلنا اور اطمینان سے نکلنا صفات ہیں پانی اور شہد کے۔

صفات دو قسم پر ہیں۔ ۱) صفات لازمہ ۲) صفات عارضہ

صفات لازمہ کے چار نام ہیں۔

۱) ذاتیہ ۲) ممیّزہ ۳) مقوّمہ ۴) لازمہ (یا) ضروریہ (۱)

صفات عارضہ کے بھی چار نام ہیں۔

۱) محسّنہ ۲) مزیّنہ ۳) محلّیہ ۴) عارضہ (۲)

۱) صفات لازمہ اور ان کی قسمیں

صفات لازمہ: یعنی وہ صفات جو حرف سے کبھی جدا نہ ہوں۔ اور ان میں سے جس حرف میں جو صفت پائی جاتی ہو اگر اس کو ادا نہ کیا جائے تو وہ حرف دوسرے حرف سے بدل جائے گا یا ناقص ادا ہو گا۔ جیسے ظا میں اگر صفت استعلاء اور اطباق کو ادا نہ کیا جائے تو وہ ذال سے بدل جائے گا۔

صفات لازمہ دو قسم پر ہیں۔ ۱) صفات لازمہ متضادہ ۲) صفات لازمہ غیر متضادہ

صفات لازمہ متضادہ

صفات لازمہ متضادہ کے پانچ جوڑے ہیں۔ جو کہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ہر حرف میں ان پانچ جوڑوں سے ایک ایک کا موجود ہونا لازمی ہے۔

---

(۱) ذاتیہ اور مقومہ تو اس لئے کہلاتی ہیں کہ ان کے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی کامل نہیں ہوتی، یہ دونوں لفظ تقریباً ہم معنی ہیں۔ ممیزہ اس لئے کہلاتی ہے کہ ان کی وجہ سے ایک مخرج کے کئی حروف ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں۔ ضروریہ اور لازمہ ہم معنی ہے۔

(۲) عارضہ تو اس لئے کہلاتی ہے کہ یہ صفات حرف میں کبھی پائی جاتی ہے اور کبھی نہیں، محسنہ، محلیہ اور مزینہ اس لئے کہلاتی ہیں کہ یہ صفات حسن و زینت پیدا کرتے ہیں۔

⇦	ہمس		جہر
⇦	شدت	توسط	رخوت
⇦	استعلاء		استفال
⇦	اطباق		انفتاح
⇦	اذلاق		اصمات

ہمس: ہمس کا لغوی معنی ہے ضعف یعنی کمزوری۔ اور اصطلاح میں آواز کا اپنے مخرج میں ایسی کمزوری کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو، ایسے حروف دس ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ "فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتْ" انہیں حروف مہموسہ کہتے ہیں۔

جہر: جہر کا لغوی معنی ہے ظاہر کرنا۔ اور اصطلاح میں آواز کا اپنے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو، حروف مہموسہ کے علاوہ باقی حروف یعنی ۱۹ حروف مجہورہ ہیں

↵ظَلَّ قُوَّرُ بِضٍّ اِذْ غَزَا جُنْدٌ مُّطِيْعٌ

ہمس اور جہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

شدت: شدت کا لغوی معنی ہے سختی۔ اور اصطلاح میں آواز کا اپنے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ آواز بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو، ایسے حروف آٹھ ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ "اَجِدُكَ قَطَبْتَ" انہیں حروف شدیدہ کہتے ہیں۔

رخوت: رخوت کا لغوی معنی ہے نرم ہونا۔ اور اصطلاح میں آواز کا اپنے مخرج میں ایسی نرمی کے ساتھ ٹھہرنا کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو، ایسے حروف سولہ ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ "فَحَثَهٗ شَخْصٌ سَ غَازِیْ ذُوْ ضَظْ" انہیں حروف رخوہ کہتے ہیں۔

شدت اور رخوت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک صفت توسط کا ہے۔

توسط: توسط کا لغوی معنی ہے درمیان میں ہونا۔ اور اصطلاح میں جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان میں آواز نہ تو پوری طرح بند ہوتی ہے اور نہ پوری طرح جاری رہتی ہے، ایسے حروف پانچ ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ "لِنْ عُمَرْ" انہیں حروف متوسطہ اور بینیّہ کہتے ہیں۔

فائدہ: لیکن شدت کی بہ نسبت یہ رخاوت سے زیادہ قریب ہے۔

استعلاء: استعلاء کا لغوی معنی ہے بلند ہونا۔ اور اصطلاح میں زبان کی جڑ کا تالو کی طرف اٹھ جانا، جن سے یہ حروف پُر پڑھی جائیں، استعلاء کہلاتی ہے، ایسے حروف سات ہیں۔ جن کا مجموعہ ہے۔ "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" انہیں حروف مستعلیہ کہتے ہیں۔

استفال: استفال کا لغوی معنی ہے نیچے رہنا۔ اور اصطلاح میں زبان کی جڑ کا تالو سے نیچے رہنا، جن سے یہ حروف باریک پڑھی جائے، استفال کہلاتی ہے، حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی تمام حروف مستفلہ ہیں۔

لے ثَبَتَ عِزٌّ مَنْ يُجَوِّدُ حَرْفَهُ اِذْ سَلَّ شَكَا

استعلاء اور استفال ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اطباق: اطباق کا لغوی معنی ہے لپٹنا، ملنا۔ اور اصطلاح میں زبان کا درمیانی حصہ جب اوپر کے تالو سے لپٹ جائے تو یہ صفت ادا ہو جاتا ہے، ایسے حروف چار ہیں۔ "ص، ض، ط، ظ" جو خوب پُر پڑھے جاتے ہیں، انہیں حروف مطبقہ کہتے ہیں۔

انفتاح: انفتاح کا لغوی معنی ہے کھلنا، جدا ہونا۔ اور اصطلاح میں زبان کا درمیانی حصہ جب اوپر کے تالو سے جدا رہے تو یہ صفت ادا ہوتی ہے، حروف مطبقہ کے علاوہ باقی تمام حروف منفتحہ ہیں۔

لے مَنْ اَخَذَ وَجَدَ سَعَةً فَزَكَّا حَقٌّ لَهُ شُرْبُ غَيْثٍ

اطباق اور انفتاح ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اذلاق: اذلاق کا لغوی معنی ہے پھسلنا۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ حروف ہیں۔ جو زبان اور ہونٹ کے کنارے سے نہایت سہولت کے ساتھ جلدی سے ادا ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد چھ ہے۔

جن کا مجموعہ "فَرَّ مِنۡ لُّبِّ" ہے۔انہیں حروف مذلقہ کہتے ہیں۔
(یا) مُرُ بِنَفْلٍ

اصمات: اصمات کا لغوی معنی ہے خاموش کرنا،روکنا۔اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ حروف ہیں۔جو اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماو کیساتھ ادا ہوتے ہیں۔آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے،حروف مذلقہ کے علاوہ باقی تمام حروف مصمتہ ہیں۔
جُزۡ غَشَّ سَاخِطٍ صَدُ ثِقَةٍ اِذۡ وُعِظَهٗ يَحُضُّكَ

اذلاق اور اصمات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

صفات لازمہ غیر متضادہ

صفات لازمہ غیر متضادہ سات ہیں۔۱)صفیر ۲)تفشی ۳)استطالت ۴)قلقلہ ۵)لین ۶)تکریر ۷)انحراف

صفیر: صفیر کا لغوی معنی ہے لمبی آواز ،سیٹی۔اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ حروف ہیں جن کے ادا کرتے وقت آواز سیٹی کی مانند نکلتی ہے،ایسے حروف تین ہیں۔"ص،ز،س"انہیں حروف صفیریہ اور اسلیّہ کہتے ہیں۔

تفشی: تفشی کا لغوی معنی ہے پھیلنا،منتشر ہونا۔اور اصطلاح میں اس سے مراد آواز کا منہ کے اندر پھیلنا ہے،یہ صفت صرف "ش"میں پائی جاتی ہے۔اسے حرف تفشی کہتے ہیں۔

استطالت: استطالت کا لغوی معنی ہے لمبا ہونا،دراز ہونا۔مطلب اس کا یہ ہے کہ شروع مخرج سے لیکر آخر تک آواز تواتر سے برقرار رہتی ہے،یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے اتنی ہی آواز مخرج میں جاری رہنے سے طویل ہو جاتی ہے۔یہ صفت صرف "ض"میں پائی جاتی ہے۔اسے حرف مستطیلہ کہتے ہیں۔[۱]

---

[۱] حرف مستطیلہ اور حروف مدہ میں فرق یہ ہے کہ حرف مستطیلہ میں درازی مخرج میں ہوتی ہے اور حروف مدہ میں درازی ان کی ذات میں ہوتی ہے۔

قلقلہ: قلقلہ کا لغوی معنی ہے ہلانا۔اور اصطلاح میں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے انہیں ادا کرتے وقت حالت سکون میں ان کے مخرج کو حرکت ہو جاتی ہے ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ ہے "قُطُبُ جَدٍّ" انہیں حروف قلقلہ کہتے ہیں۔

لین: لین کا لغوی معنی ہے نرمی کرنا۔ اور اصطلاح میں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو مخرج میں ایسی نرمی سے ادا کیا جائے کہ ان پر کوئی مد کرنا چاہے تو کر سکے، ایسے حروف دو ہیں۔ "و اور ی" ساکنین ما قبل فتحہ۔انہیں حروف لینیہ کہتے ہیں۔

تکریر: تکریر کا لغوی معنی ہے دہرانا۔اور اصطلاح میں جس حرف میں یہ صفت پائی جاتی ہے، اس کو ادا کرتے وقت آواز میں تکرار کی مشابہت آتی ہے مگر یہ تکرار حقیقی تکرار نہیں ہے اس لئے اس کو ظاہر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اگرچہ اس پر شد ہی کیوں نہ ہو۔اور وہ حرف ہے "ر"۔انہیں حرف مکررہ کہتے ہیں۔

انحراف: انحراف کا لغوی معنی ہے ہٹنا، پلٹنا، مائل کرنا۔اور اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ل میں زبان کے کنارے کی طرف اور ر میں کچھ پشت زبان کی طرف اور کچھ ل کے مخرج کی طرف میلان پایا جائے۔انہیں حروف منحرفہ کہتے ہیں۔اور یہ دو ہیں "ل اور ر"۔

تمرین

سوال: صفت کے لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: توسط سے کیا مراد ہے اور حروف متوسطہ کون کون سے ہیں؟

جواب: ____________________

____

سوال: صفات متضادہ اور غیر متضادہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: حرف "ض" میں امتیازی صفت کون سا ہے؟ نیز صفت کی وضاحت کریں۔

جواب: ______________________________

____

سوال: استعلاء اور اطباق میں کیا فرق ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: ______________________________

____

سوال: صفت صفیر سے کیا مراد ہے اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: ذیل میں حروف تہجی کے صفات معلوم کریں؟

حروف تہجی	صفات
ا	
ب	
ت	
ث	

ج	
ح	
خ	
د	
ذ	
ر	
ز	
س	
ش	
ص	
ض	
ط	
ظ	
ع	
غ	
ف	
ق	
ل	

م	
ن	
و	
ء	
ہ	
ی	

چھٹا لمعہ

صفات عارضہ کے بیان میں

صفات عارضہ سترہ ہیں۔

۱	تفخیم	۲	ترقیق	۳	غنہ	۴	ادغام
۵	ادغام شفوی	۶	اخفاء	۷	اخفاء شفوی	۸	اظہار
۹	اظہار شفوی	۱۰	اثبات	۱۱	حذف	۱۲	ابدال
۱۳	تسہیل	۱۴	مد	۱۵	امالہ	۱۶	اقلاب
۱۷	لین						

ان میں بعض وہ ہے جن کے جاننے کیلئے کسی قاعدے یا قانون بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بس سننے سے ہی سمجھ میں آجاتی ہیں جیسے الف، واو، ی اور ہمزہ کے اثبات اور حذف[۱]، اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کیلئے قاعدہ یا قانون وغیرہ کا جاننا ضروری ہوتا ہے صرف سننے سے سمجھ میں نہیں آتیں، جیسے تفخیم، ترقیق، غنہ، اخفا وغیرہ۔

[۱] حذف کیلئے مثال "فِي الْاَرْضِ، تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ" وغیرہ میں الف، اور اثبات کیلئے مثال "اٰمَنَّا، اَنْفُسَكُمْ" وغیرہ میں ہمزہ۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ صفات عارضہ سب حرفوں میں نہیں ہوتے ، بلکہ صرف آٹھ حرفوں میں ہوتے ہیں جن کا مجموعہ "اَوْیَرْمَلَانْ" ہے۔

فائدہ: تفخیم اور ترقیق کے اعتبار سے حروف کی تین اقسام ہیں۔ **۱) حروف مستعلیہ** (وہ حروف جو ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں)۔ **۲) حروف مستفلہ** (وہ حروف جو ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں)۔ **۳) حروف مشبہ** (وہ حروف جو کبھی پُر پڑھے جاتے ہیں اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں اور یہ صرف تین ہیں (ا،ل،ر)۔

فائدہ: الف تو تفخیم اور ترقیق میں اپنے ماقبل حرف کے تابع ہے اگر اس سے پہلے حرف پُر ہو، تو الف بھی پُر پڑھا جائے گا جیسے صَادِقِیْنَ ۔ اگر اس سے پہلے حرف باریک ہو تو الف بھی باریک پڑھا جائے گا، جیسے شَاکِرِیْنَ۔ اور ل،ر کے قاعدے زیادہ ہیں اس لئے ان کو آگے الگ الگ لمعوں میں بیان کرینگے۔ ان شاءاللہ

ساتواں لمعہ

لام کے قاعدوں میں

قاعدہ: لفظ اللہ کا جو پہلا لام ہے اس سے پہلے حرف پر زبر ہو یا پیش ہو تو اس لام کو پُر پڑھیں گے ، جیسے اَللّٰہُ، اَرَادَ اللّٰہُ، رَفَعَهُ اللّٰہُ۔

قاعدہ: اگر لفظ اللہ کے پہلے لام سے پہلے حرف پر زیر ہو تو اس لام کو باریک پڑھیں گے، جیسے بِسْمِ اللّٰہِ، لِلّٰہِ۔

قاعدہ: لفظ اللہ کے علاوہ تمام جگہوں پر لام کو باریک پڑھا جائے گا۔ جیسے قَالَ ، لَهُمْ ،سَلٰمٌ ، مَاوَلّٰهُمْ وغیرہ۔

فائدہ: اَللّٰهُمَّ میں بھی یہی قاعدہ ہے جو لفظ اللہ میں ہے، کیونکہ اس کے اول میں بھی یہی لفظ اللہ ہے۔ جیسے قَالُوا اللّٰهُمَّ ، قُلِ اللّٰهُمَّ۔

تمرین

سوال: صفات عارضہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور یہ کتنے صفات ہیں اجمالاً لکھیں؟

جواب: ______________________________

____

____

سوال: تفخیم و ترقیق کے اعتبار سے حروف کے کتنے اقسام ہیں؟ وضاحت سے لکھیں۔

جواب: ______________________________

____

____

سوال: الف کی تفخیم و ترقیق کا قاعدہ مثالوں سے لکھیں؟

جواب: ______________________________

____

____

سوال: وہ کون سے حروف ہیں جو بغیر قاعدہ پڑھے سمجھ میں آتی ہیں مثالوں سے لکھیں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: لفظ اللہ میں کون سا لام پُر پڑھا جائے گا اور کب؟

جواب: ______________________________

____

____

سوال: لفظ اَللّٰھُمَّ کب باریک پڑھا جائے گا مثالوں سے واضح کریں؟

جواب: ______________________________

____

سوال: قرآن مجید سے پُر لام اور باریک لام، پُر الف اور باریک الف کی مثالیں لکھیں؟

مفخم الف	مرقق الف	مفخم لام	مرقق لام

آٹھواں لمعہ

"ر" کے قاعدوں میں

را کی تین صورتیں ہیں۔ ۱) پُر ۲) باریک ۳) مشتبہ

پُر صورتیں

قاعدہ(۱): جب را کے اوپر پڑی زبر، پڑی پیش، کھڑا زبر، الٹا پیش، دو زبر، دو پیش ہوں ، جیسے رَبَّكَ، رُبَمَا، رٰجِعُوْنَ، خَبِيْرًا، بَصِيْرٌ، رٗ۔

قاعدہ(۲): جب را ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو، جیسے بَرْقٌ، تُرْجَعُوْنَ۔

قاعدہ(۳): جب را ساکن سے پہلے حرف پر کسرہ عارضی ہو، جیسے اِرْجِعُوْا، اِرْحَمْهُمَا۔

قاعدہ: جب را ساکن سے پہلے دوسرے کلمے کے آخر میں کسرہ اصلی ہو، جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ، اَمِ ارْتَابُوْا۔

قاعدہ(۵): جب را ساکن ما قبل کسرہ اصلی ہو اور مابعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی حرف اسی کلمہ

میں آجائے، جیسے قِرْطَاسٍ، مِرْصَادًا، اِرْصَادًا، فِرْقَةٍ، لَبِا لْمِرْصَادِ۔
ل قرآن شریف میں اس قاعدہ کے یہی پانچ کلمات ہیں۔

قاعدہ(٦): جب را ساکن ہو ما قبل بھی ساکن ہو لیکن ی نہ ہو اور ان دونوں ساکنین سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو، جیسے لَيْلَةُ الْقَدْرْ، بِكُمُ الْعُسْرْ۔

فائدہ: اس قاعدے کا تعلق وقف کیساتھ ہے یعنی جب را پر وقف کرنا مقصود ہو، اگر وقف کرنا مقصود نہ ہو تو پھر وصلًا را کو اپنی حرکت کے موافق پُر یا باریک پڑھا جائے گا۔ جیسے اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ کے را کو وقفًا پُر اور وصلًا باریک پڑھا جائے گا۔

قاعدہ(۷): "را مرامہ مضمومہ" یعنی وہ را جو مضموم ہو اور اس پر روم کیساتھ وقف کیا جائے، جیسے مُنْتَصِرٌ پر جب روم کیساتھ وقف کیا جائے تو پھر یہ پُر پڑھی جائی گی۔

باریک صورتیں

قاعدہ(۱): جب را پر پڑی زیر، کھڑی زیر یا دو زیر ہو جیسے رِجَالٌ، اَمْرٍ، رٖ۔

قاعدہ(۲): جب را ساکن ہو، ما قبل کسرہ اصلی ہو اور اسی کلمہ میں ہو، اور ما بعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی مفتوح حرف نہ ہو[۱]، جیسے فِرْعَوْنَ، شِرْعَةً، فِرْدَوْسٌ۔

قاعدہ(۳): جب را ساکن ہو، ما قبل کسرہ اصلی ہو اور اسی کلمہ میں ہو، اور ما بعد حرف مستعلیہ ہو لیکن دوسرے کلمے میں ہو، جیسے فَاصْبِرْ صَبْرًا، وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ، اَنْذِرْ قَوْمَكَ۔

قاعدہ(۴): جب را ساکن ہو (اگرچہ عارضی ہو)، ما قبل بھی ساکن ہو اور ان دونوں ساکنین سے پہلے حرف پر کسرہ ہو، جیسے ذِی الذِّكْرْ، وَلَا بِكْرْ۔[۲]

---

[۱] یہ شرط اس لئے لگائی کہ اگر زیر عارضی ہو (یا) را کے بعد حروف مستعلیہ زبر والا ہو (یا) زیر دوسرے کلمے میں ہو، تو ان تینوں صورتوں میں را باریک نہیں پڑھی جائے گی بلکہ پُر پڑھی جائے گی۔

[۲] ان دونوں میں را کا سکون عارضی ہے۔ اصل میں " ذِی الذِّكْرِ، وَلَا بِكْرٌ " ہیں۔

قاعدہ(۵): جب را ساکن ہو (اگرچہ عارضی ہو)، ما قبل ی ساکن ہو[١] اور ان دونوں ساکنین سے پہلے حرف پر چاہے کوئی بھی حرکت ہو، جیسے خَیۡرٌ، قَدِیۡرٌ۔

قاعدہ(٦): "را ممالہ" یعنی وہ را جس پر امالہ کیا جائے، جیسے مَجۡرٖىهَا رائے ممالہ ہمیشہ باریک پڑھی جاتی ہے۔اور پڑھنے میں اردو کے الفاظ "ہمارے، تمہارے، پیارے" کی طرح آتی ہے۔

قاعدہ(٧): "را مرامہ مکسورہ" یعنی وہ را جو مکسور ہو اور اس پر روم کیساتھ وقف کیا جائے، جیسے وَالۡفَجۡرِ پر جب روم کیساتھ وقف کیا جائے تو باریک پڑھی جائے گی۔

خلف[٢] کا بیان

خلف فی الحالین: یعنی جب را ساکن ہو اور اس کے مابعد اسی کلمے میں حرف مستعلیہ مکسور ہو، جیسے کُلُّ فِرۡقٍ تو یہ را پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ پُر اس لئے کہ را ساکنہ کے بعد حروف مستعلیہ میں سے قاف اسی کلمہ میں ہے۔اور باریک اس لئے کہ قاف مکسور ہے اور کسرہ کی حالت میں صفت استعلاء اتنی قوی نہیں ہوتی، کہ اسکی وجہ سے را پُر پڑھی جائے۔

خلف فی الوقف: جب وقف کی وجہ سے را ساکن ہو جائے اور اس سے پہلے حرف بھی ساکن ہو اور تیسرے حرف یعنی ان دونوں سے پہلے حرف پر کسرہ اصلی ہو، جیسے مِصۡرَ، عَيۡنَ الۡقِطۡرِ سے مِصۡرۡ، عَيۡنَ الۡقِطۡرۡ ۔ یہ را بھی پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اولیٰ اس میں یہ ہے کہ، ١) اگر را بذات خود پُر ہو تو پُر پڑھنا اولیٰ ہے، جیسے مِصۡرَ۔

٢) اگر را بذات خود باریک ہو تو باریک پڑھنا اولیٰ ہے، جیسے عَيۡنَ الۡقِطۡرِ۔

---

[١] **سوال:** را ساکن سے پہلے یاء ساکنہ ہو تو را ہر حال میں کیوں باریک ہوتی ہے؟ **جواب:** یاء دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اور ایک کسرہ کی وجہ سے را باریک ہوتی ہے تو دو کسروں کی وجہ سے بدرجہ اولی باریک ہو گی۔

[٢] خلف کے معنی ہے "دو وجوہ" یعنی تفخیم و ترقیق۔

خلاف الوقف: یہ اس کلمے کی را ہے" وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ "۔اس پر جب وقف کیا جائے تو را کو قاعدہ نمبر ٦ کے تحت پُر پڑھنا چاہیے اَلۡقَدۡرۡ کی طرح، لیکن بعض قراء حضرات نے اس کے باریک پڑھنے کو اولیٰ لکھا ہے تاکہ یائے محذوفہ پر دلالت ہو جائے جو اصل میں یَسۡرِیۡ تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے، محققین کے اقوال سے اس کی تائید نہیں ہوتی،اس لئے اسکو پُر پڑھنا ہی اچھا ہے۔

تمرین

سوال:"را مرامہ مضمومہ "سے کیا مراد ہے،مثال کیساتھ ذکر کریں؟

جواب: ________________________________

____

سوال:قِرۡطَاسٍ میں کون سا قاعدہ ہے؟وضاحت کریں؟

جواب: ________________________________

____

سوال: را ساکن سے پہلے یاء ساکنہ ہو تو را ہر حال میں کیوں باریک ہوتی ہے؟

جواب: ________________________________

____

سوال:" وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ "میں را کی وضاحت کریں؟

جواب: ________________________________

____

سوال:"را ممالہ "سے کیا مراد ہے؟

____

جواب: ______________________________

____

سوال: خلف فی الحالین سے کیا مراد ہیں؟

جواب: ______________________________

____

____

سوال: ان مثالوں میں "را" کا حکم بیان کیجئے؟

کلمات	مفخم/مرقق	وجہ
شِرْكِكُمْ		
وَالْعَصْرِ		
مِرْصَادًا		
فَصَبْرٌ		
بَرْزَخٌ		
اِرْتَدُّوْا		
مَسْرُوْرًا		
اِقْرَاْ		
سُكْرٰى		
خُسْرٍ		

نواں لمعہ

میم ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

قاعدہ: میم مشدد میں بقدر ایک الف(۱) غنہ(۲) کرنا ضروری ہے، جیسے لَمَّا، ثُمَّ۔

میم ساکن کے تین احکام ہیں۔ ۱) ادغام شفوی ۲) اخفاء شفوی ۳) اظہار شفوی

ادغام شفوی: جب میم ساکن کے بعد دوسرا میم متحرک آجائے تو ادغام شفوی ہوگا، جیسے اِلَیۡکُمۡ مُّرۡسَلُوۡنَ، وَمَا هُمۡ مِّنۡکُمۡ۔ اور ایسے ادغام کو ادغام صغیر مثلین تام مع الغنہ کہتے ہے۔

اخفاء شفوی: جب میم ساکن کے بعد "ب" آجائے تو اخفاء شفوی ہوگا، جیسے وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ، وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ، وَبِاَیۡمَانِهِمۡ بُشۡرٰکُمُ الۡیَوۡمَ۔

اظہار شفوی: جب میم ساکن کے بعد م اور ب کے علاوہ اور کوئی حرف آجائے تو اظہار شفوی ہوگا، جیسے فَلَهُمۡ اَجۡرٌ، بِهِمۡ وَیَمُدُّهُمۡ۔

تنبیہ: میم ساکن کے بعد جب "ب،و،ف" میں سے کوئی حرف آجائے تو بعض حفاظ ان تینوں کیلئے ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں جسے بوف قاعدہ کا نام دیا ہے، بعض ان تینوں میں اخفاء کرتے ہیں، بعض تینوں میں اظہار کرتے ہیں اور بعض تینوں میں میم ساکن کو حرکت دیتے ہیں۔ جیسے عَلَیۡهِمُ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ، یَمُدُّهُمُ فِیۡ۔ یہ سب خلاف قاعدہ ہیں، پہلا اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہیں اور دوسرا قول ضعیف ہے۔

---

(۱) ایک الف کی مقدار کھلے ہوئے ہاتھ کو بند کرنا یا بند ہاتھ کو کھلنے کے برابر ہے۔

(۲) غنہ کا لغوی معنی ہے گنگنی آواز۔ اور اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ نون مشدد اور میم مشدد کو پڑھتے وقت آواز کا ناک میں تھر تھرانا جیسے اِنَّ، لَمَّا۔ غنہ دو قسم کی ہے۔ ۱) غنہ اصلی ۲) غنہ فرعی۔ غنہ اصلی ن، م کی ذاتی صفت ہے، یہ اس میں ہر وقت پایا جاتا ہے اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ انہیں غنہ ذاتی اور غنہ آنی بھی کہتے ہیں۔ اور غنہ فرعی وہ ہوتا ہے جو بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے اور بعض حالتوں میں نہیں پایا جاتا، انہیں غنہ زمانی بھی کہتے ہیں۔ اور یہ سات حرفوں میں پایا جاتا ہے۔ ۱) ن مخفاۃ ۲) م مخفاۃ ۳) ن مشدد ۴) م مشدد ۵) ن مدغم بادغام ناقص ۶) ن مدغم بالنون ۷) ن منقلب۔

دسواں لمعہ

نون ساکن اور مشدد کے قاعدوں میں

قاعدہ: نون مشدد میں بھی میم مشدد کی طرح بقدر ایک الف غنہ کرنا ضروری ہے، جیسے اِنَّ اللّٰہَ۔ اور اسی حالت میں اسے حرف غنہ کہتے ہے۔

نون ساکن اور تنوین[۱] کے چار قاعدے ہیں۔ ۱)اظہار ۲)ادغام ۳)اقلاب ۴)اخفاء

اظہار: جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی (ء،ھ،ع،ح،غ،خ) میں سے کوئی حرف آجائے، تو نون ساکن اور تنوین میں اظہار ہوگا، جیسے اَنْعَمْتَ، سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ۔ اس کو اظہار حلقی یا اظہار حقیقی کہتے ہے، اور ایسے نون کو نونِ مظہرہ کہتے ہے۔

ادغام: جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یرملون (ی،ر،م،ل،و،ن) میں سے کوئی حرف آجائے، تو نون ساکن اور تنوین میں ادغام ہوگا، ینمو (یعنی ی،ن،م،و) میں ادغام مع الغنہ ہوگا، جیسے مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ نَّكِيْرٍ، مِنْ مَّالٍ، مِنْ وَّالٍ، مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ، اِمْلَاقٍ نَّحْنُ، سِرَاجًا وَّهَّاجًا، اور ل،ر میں ادغام بلا غنہ ہوگا، جیسے مِنْ لَّدُنْهُ، مِنْ رَّبِّهِمْ، لَعِبْرَةً لِّمَنْ، خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۔ اس نون کو نونِ مدغمہ کہتے ہے۔

شرط: مذکورہ ادغام کیلئے شرط یہ ہے، کہ مدغم اور مدغم فیہ الگ الگ کلموں میں ہو، اگر ایک کلمہ میں ہو تو پھر ادغام نہیں ہوگا بلکہ اظہار مطلق ہوگا، جیسے دُنْيَا، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ۔

---

۱ نون ساکن کے ساتھ تنوین کو اس لئے ذکر کیا کہ تنوین اصل میں نون ساکن ہی ہوتا ہے، ان دونوں کے پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہوتا البتہ لکھنے میں اتنا فرق ضرور ہے کہ نون ساکن، نون کے اوپر جب جزم ہو اور تنوین دوزبر، دوزیر اور دوپیش کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی کہ نون ساکن کلمہ کے درمیان میں بھی آتا ہے اور آخر میں بھی، اور تنوین صرف کلمہ کے آخر میں آتا ہے درمیان میں نہیں۔

اقلاب: جب نون ساکن اور تنوین کے بعد ب آجائے، تو نون ساکن اور تنوین کو میم میں تبدیل کیا جائے گا جیسے مِنۢ بَعۡدِ، خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا۔ اور اس کی ادا اخفاء شفوی کی طرح ہو گا۔ اس نون کو نونِ مَقۡلُوۡبَہ یا مُقَلَّبَہ کہتے ہیں

اخفاء: جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی، حروف یرملون، ب اور الف (جو اس کے بعد نہیں آتا) کے علاوہ اور کوئی حرف آجائے، تو نون ساکن اور تنوین میں اخفا مع الغنہ ہو گا، جیسے اُنۡزِلَ، جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ۔ اس کو اخفا حقیقی کہتے ہے، اور نون کو نونِ مخفاۃ (مخفٰی) کہتے ہے۔

تمرین

سوال: نون ساکن اور تنوین میں اظہار اور اخفا کے قواعد مثالوں کیساتھ لکھیں؟

جواب: ____________________

____

____

سوال: نون ساکن اور تنوین میں کیا فرق ہے؟

جواب: ____________________

____

سوال: میم ساکن کے کتنے احکام ہیں تفصیل سے لکھیں؟

جواب: ____________________

____

____

سوال: غنہ کے لغوی و اصطلاحی معنی مع اقسام لکھیں؟

____

جواب: ______________________________

____

____

سوال: ذیل کی مثالوں میں میم ساکن اور نون ساکن و تنوین کے احکام کی نشاندہی کریں؟

امثال	احکام
اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ	
يَنْئَوْنَ	
قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ	
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ	
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى	
مِنْ غِسْلِيْنَ	
بَعْضُكُمْ بَعْضًا	
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ	
مَنْ يُّنْكِرُ	
مِنْۢ بَعْدِ	

گیارھواں لمعہ

مد کے بیان میں

مد کے لغوی و اصطلاحی معنی: مد کے لغوی معنی ہے، کھینچنا۔اور اصطلاح میں مد کے معنی ہے، "اِطَالَةُ الصَّوْتِ بِحَرْفٍ مِّنْ حُرُوْفِ الْمَدِّ اَوِ اللِّيْنِ "یعنی حروف مدہ یالینیہ میں سے کسی حرف پر آواز کھینچنا"۔

فائدہ: حروف مدہ تین ہیں۔ ۱) الف ساکن ما قبل فتحہ ۲) واو ساکن ما قبل ضمہ ۳) یاء ساکن ما قبل کسرہ۔ حروف لین دو ہیں۔ ۱) واو ساکن ما قبل فتحہ ۲) یاء ساکن ما قبل فتحہ۔

مد کی اقسام

مد کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) مد اصلی ۲) مد فرعی

۱) مد اصلی[۱] : جب حروف مدہ کے بعد نہ ہمزہ ہو، نہ سکون ہو اور نہ تشدید ہو، تو ایسے حروف مدہ میں جو مد ہو گا وہ مد اصلی کہلائے گا، جیسے قَالَ ، يَقُوْلُ ، قِيْلَ۔

فائدہ: مد اصلی کیلئے ایک شرط ہے، "حروف مدہ"، اور سبب کوئی نہیں۔ مد اصلی ترک کرنا شرعاً حرام ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کا ایک حرف کم ہو جاتا ہے۔اور معنی بھی بگڑ جاتا ہے، جیسے لَا رَيْبَ (نہیں کوئی شک) اور لَرَيْبَ (البتہ اس میں شک ہے)۔

---

[۱] مد اصلی کو اصلی اسلئے کہتے ہے کہ حروف مدہ کی ذات بغیر اس مد کے ادا نہیں ہو سکتا یعنی اگر اس مد کو ادا نہ کیا جائے تو حروف مدہ کی ذات ہی فوت ہو جائے گی، جیسے قُوْلُوْا کی جگہ قُلُ پڑھا جائے، تو واو مدہ ہی ختم ہو جائے گا۔ یا دوسری وجہ یہ ہے کہ اصل اس چیز کو کہتے ہے جس کیلئے فرع ہو اور مد اصلی کیلئے فرع مد فرعی ہے۔

۲) مد فرعی[۱] : جب حروف مدہ کے بعد ہمزہ، سکون یا تشدید ہو، تو ایسے حروف مدہ میں جو مد ہو گا وہ مد فرعی کہلائے گا، جیسے سُوْٓءُ، نَسْتَعِیْنُ، اَلضَّآلِّیْنَ۔

فائدہ: مد فرعی کیلئے شرط اور سبب دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ شرط حروف مدہ ہے اور اسباب ہمزہ اور سکون ہیں، اور مشابہ شرط حروف لین ہے لیکن اس میں مد فرعی کیلئے سبب صرف سکون ہے ہمزہ نہیں۔

مد فرعی کی اجمالی اقسام چار ہیں۔ ۱) مد متصل واجب (سبب ہمزہ) ۲) مد منفصل جائز (سبب ہمزہ) ۳) مد لازم (سبب سکون اصلی) ۴) مد عارض (سبب سکون عارضی)۔

۱) مد متصل واجب[۲] : جب حروف مدہ کے بعد ہمزہ ایک کلمہ میں آجائے تو مد متصل واجب ہو گا، جیسے جَآءَ، سُوْٓءُ، سِیْٓئَتْ۔

فائدہ: تمام قراء کے نزدیک اسکا حکم واجب ہے اور واجب کا معنی ہے کہ اس میں قصر جائز نہیں۔

مقدار: اس میں توسط اولیٰ ہے اور توسط میں مختلف اقوال ہیں۔ دو الف، ساڑھے دو الف، تین الف اور چار الف۔

۲) مد منفصل جائز: جب حروف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے کے اول میں آجائے، تو مد منفصل جائز ہو گا، جیسے مَآ اُنْزِلَ، قَالُوْٓا اٰمَنَّا، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ۔

فائدہ: اس کا حکم جواز ہے اور جواز کا معنی ہے کہ اس میں قصر، توسط اور طول تینوں وجہیں جائز ہیں

---

[۱] مد فرعی کو فرعی اسلئے کہتے ہے کہ فرع زیادتی چیز کو کہتے ہے اور مد فرعی بھی مد اصلی کی بنسبت زیادہ ہے یا دوسری وجہ یہ ہے کہ فرع اس چیز کو کہتے ہے جس کیلئے اصل ہو (یعنی اصل سے نکلا ہو) اور مد فرعی کیلئے اصل مد اصلی ہے۔

[۲] فائدہ: جس مد فرعی کے طول پر قراء کا اتفاق ہو اسے مد لازم کہتے ہیں، جس مد فرعی کے توسط پر قراء کا اتفاق ہو اسے مد واجب کہتے ہیں اور جس مد فرعی میں طول، توسط کے علاوہ عند القراء قصر بھی جائز ہو اسے مد جائز کہتے ہیں۔

مقدار: اس میں بھی توسط اولیٰ ہے۔[۱]

۳) مد لازم: جب حرف مدہ کے بعد اسی کلمہ میں سکون اصلی ہو، تو اس میں جو مد ہو گا وہ مد لازم کہلائے گا، جیسے آلْـٰٔنَ۔

مقدار: اس میں طول اولیٰ ہے اور طول کی مقدار بعض کے نزدیک تین الف اور بعض کے نزدیک پانچ الف ہے

مد لازم کی اقسام: مد لازم کی پانچ اقسام ہیں۔ ۱) مد لازم کلمی مثقل ۲) مد لازم کلمی مخفف ۳) مد لازم حرفی مثقل ۴) مد لازم حرفی مخفف ۵) مد لازم لین

مد لازم کلمی مثقل: جب حرف مدہ کے بعد اسی کلمہ میں مشدد حرف ہو، تو مد لازم کلمی مثقل ہو گا، جیسے دَآبَّةٍ۔

مد لازم کلمی مخفف: جب حرف مدہ کے بعد اسی کلمہ میں سکون اصلی ہو، تو مد لازم کلمی مخفف ہو گا جیسے آلْـٰٔنَ۔

مدلازم کلمی مخفف کی یہی ایک مثال ہے جو دو مرتبہ سورہ یونس میں آئی ہے۔

مد لازم حرفی مثقل: جب حرف مدہ کے بعد حروف مقطعات پر شد ہو ، جیسے الٓمّٓ میں لام والا مد۔

مد لازم حرفی مخفف: جب حرف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہو، جیسے نٓ، قٓ، صٓ۔

مد لازم لین: جب حرف لین کے بعد اسی کلمہ میں سکون اصلی ہو تو مد لازم لین ہو گا جیسے عٓسٓقٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ میں عین والا مد

---

[۱] لیکن اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مد منفصل جائز کو مد متصل واجب سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے، اگر متصل واجب میں چار الف کیساتھ توسط کیا تو منفصل جائز میں دو یا تین الف کیساتھ کرنا چاہیے۔ ایسا نہیں کہ منفصل جائز میں چار الف کیساتھ کیا اور متصل واجب میں دو یا تین الف کیساتھ، یہ درست نہیں۔

مقدار: ان سب میں طول ہے اور طول کی مقدار تین یا پانچ الف ہے۔ البتہ مد لازم لین میں قصر اور توسط بھی جائز ہے۔

۴) مد عارض: جب عارضی سکون[۱] کی وجہ سے مد آجائے، تو اسے مد عارض کہتے ہیں۔ جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ سے اَلْعٰلَمِیْنْ۔

مدعارض کے اقسام: مدعارض دو قسم پر ہے۔ ۱) مدعارض وقفی ۲) مدعارض لین

مد عارض وقفی: جب حرف مدہ کے بعد سکونِ عارضی آجائے، تو مد عارض وقفی ہو گا۔ جیسے تُکَذِّبٰانْ، یَعْلَمُوْنْ، نَسْتَعِیْنْ۔

مد عارض لین: جب حرف لین کے بعد سکونِ عارضی آجائے، تو مد عارض لین ہو گا۔ جیسے مِنْ خَوْفْ، وَالصَّیْفْ۔

مقدار: ان دونوں میں قصر، توسط اور طول تینوں وجہیں جائز ہیں[۲]، لیکن مدعارض وقفی میں طول اولیٰ ہے اور مدعارض لین میں قصر اولیٰ ہے۔

تمرین

سوال: مد کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کیجئے؟

جواب: ________________________________

____

سوال: مد متصل اور مد منفصل کی تعریفات اور ان کی مقدار بیان کیجئے؟

[۱] جب کسی متحرک حرف کو وقف کی وجہ سے ساکن کرنا پڑھے تو اسے سکونِ عارضی کہتے ہے۔ اگر سکون عارضی نہ ہو بلکہ اصلی ہو تو پھر مد نہیں ہو گا جیسے غَفُوْرًا سے غَفُوْرَا۔

[۲] لیکن تلاوت میں ایک ہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے ایسا نہیں کہ ایک جگہ قصر کیا دوسری جگہ توسط کیا پھر قصر کیا پھر طول کیا پھر توسط کیا، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جواب: ______________________________

____

____

سوال: مد اصلی کو "مد اصلی" کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ______________________________

____

____

سوال: مد لازم کی اقسام اجمالاً بیان کیجئے؟

جواب: ______________________________

____

سوال: خط کشیدہ الفاظ میں مدّات کو درست کرائیں؟ نیز ان کے نام بھی لکھیں؟

کلمات	درست لکھیں	مدّات کے نام
بَرَآءَةٌ		
قَالُوْٓا اٰمَنَّا		
اَلْئٰنَ		
قَآئِمُوْنَ		
دَآبَّةً		
اَتٰٓى اَمْرُاللّٰهِ		
لَتَنُوْٓاُ		
يٰسٓ		

رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ		
خَطِيْٓئَتُهٗ		
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ		

بارہواں لمعہ

ہمزہ کے قاعدوں میں

ہمزہ کے بعض قاعدے توبغیر عربی پڑھے سمجھ میں نہیں آسکتے،البتہ دو قاعدے ایسے ہیں جن کا جاننا ہر کسی کیلئے لازمی ہے،اسلئے صرف انہی دو قاعدوں کو بیان کرینگے۔وہ دو قاعدے یہ ہیں۔

قاعدہ(۱): تسہیل یعنی نرمی کیساتھ پڑھنا،سورۃ حم سجدہ میں ہے،ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ، اس کے دوسرے ہمزہ کوذرا نرمی کیساتھ پڑھناچاہیے۔[۱]

قاعدہ(۲): سورۃ حجرات میں ہے،بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ، اس میں پہلے لام سے پہلے اور بعد میں جو دو ہمزے بشکل الف لکھے گئے ہیں اس کو مت پڑھو بلکہ لام کو سین کیساتھ ملا کر پڑھو۔یعنی اسی طرح بِئْسَ لِسْمُ الْفُسُوْقُ۔

تیرھواں لمعہ

وقف کے قاعدوں میں

وقف کے لغوی واصطلاحی معنی: وقف کا لغوی معنی ہے،رکنا،ٹھہرنا۔اور اصطلاح میں وقف کے معنی ہیں۔"قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ النَّفَسِ وَ اِسْكَانُ الْمُتَحَرِّكِ اِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا"یعنی آواز اور سانس دونوں کو منقطع کردینا اور متحرک حرف کو ساکن کردینا،اگر متحرک ہو۔

[۱] اس کیلئے کسی مشّاق قاری سے مشق کرناضروری ہے خود سے سمجھ میں نہیں آتی۔

معنی و مفہوم کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں، ۱) تام ۲) کافی ۳) حسن ۴) قبیح

۱) وقف تام: یعنی مکمل وقف، جب ایسی جگہ وقف کیا جائے جہاں ما قبل اور ما بعد کا آپس میں لفظی اور معنوی تعلق دونوں ختم ہو، جیسے وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

۲) وقف کافی: جب ایسی جگہ وقف کیا جائے جہاں ما قبل اور ما بعد کا آپس میں لفظی تعلق تو ختم ہو، لیکن معنوی تعلق برقرار ہو، جیسے وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔

فائدہ: وقف تام اور کافی دونوں میں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۳) وقف حسن: جب ایسی جگہ وقف کیا جائے جہاں ما قبل اور ما بعد کا آپس میں لفظی و معنوی تعلق دونوں برقرار ہو، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

فائدہ: اگر یہ وقف آیت کے اختتام پر کیا جائے یا وقف کے کسی قوی نشان پر کیا جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں ورنہ اعادہ ضروری ہے۔

۴) وقف قبیح: یعنی کلمے کے درمیان میں وقف کرنا یا کسی ایسی جگہ وقف کرنا جہاں لفظی و معنوی تعلق تو ہو لیکن وقف کرنے سے معنی و مفہوم غلط ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ ، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ

فائدہ: اس وقف سے بچنا چاہیے اگر ہو گیا تو اعادہ ضروری ہے۔

کیفیت کے اعتبار سے وقف کی چھ قسمیں ہیں۔

۱) وقف بالسکون ۲) وقف بالاسکان ۳) وقف بالاشمام

۴) وقف بالرَّوم ۵) وقف بالابدال ۶) وقف بحالہ

۱) وقف بالسکون: جب ساکن حرف پر وقف کیا جائے، جیسے لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ۔

۲) وقف بالاسکان: جب متحرک حرف کو ساکن کیا جائے، اور یہ سب حرکتوں (سوائے زبر کی تنوین اور کھڑا زبر) میں ہوتا ہے، جیسے تَعۡلَمُوۡنَ ، یَوۡمِ الدِّیۡنِ ، نَسۡتَعِیۡنُ ، بَصِیۡرٌ ، مِنۡ نَّارٍ ، لَهٗ ، بِهٖ سے تَعۡلَمُوۡنۡ ، یَوۡمِ الدِّیۡنۡ ، نَسۡتَعِیۡنۡ ، بَصِیۡرۡ ، مِنۡ نَّارۡ ، لَهۡ ، بِهۡ۔

۳) وقف بالاشمام: جب مضموم اصلی حرف پر وقف کیا جائے اور حرف کو مکمل ساکن کرکے ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کیا جائے، جیسے نَسۡتَعِیۡنُ ، عَلِیۡمٌ ، مَوَازِیۡنُه سے نَسۡتَعِیۡنۡ ، عَلِیۡمۡ ، مَوَازِیۡنُهٗ۔[۱]

فائدہ: یہ وقف پیش، دو پیش اور ہائے ضمیر میں ہوتا ہے۔

۴) وقف بالروم: جب مکسور اصلی یا مضموم اصلی حرف پر وقف کیا جائے اور حرکت کا تہائی حصہ ادا کیا جائے، لیکن اتنا ہلکا ہو کہ قریب والا ہی سن سکے، جیسے یَوۡمِ الدِّیۡنِ ، شَیۡءٍ ، نَسۡتَعِیۡنُ ، خَبِیۡرٌ سے یَوۡمِ الدِّیۡنۡ ، شَیۡءۡ ، نَسۡتَعِیۡنۡ ، خَبِیۡرۡ۔

ـــاس کا تعلق چونکہ سماع کیساتھ ہے اس لئے کسی اچھے قاری سے مشق کرنا ضروری ہے۔

فائدہ: یہ وقف زیر، دو زیر، پیش، دو پیش (جو اصلی ہو) اور ہائے ضمیر میں ہوتا ہے۔[۲]

تنبیہ: روم اور اشمام فتحہ، سکون اصلی، حرکت عارضی، میم جمع، ہائے تانیث میں جائز نہیں۔[۳]

۵) وقف بالابدال: بدل دینا یعنی زبر کی تنوین کو الف سے اور تائے مدورہ کو ہائے ساکنہ سے بدل دینا، جیسے غَفُوۡرًا ، مُسَمًّی ، رَحۡمَةٌ سے غَفُوۡرَا ، مُسَمّٰی ، رَحۡمَهۡ۔

---

(۱) لَا تَاۡمَنَّا اس میں بھی وقف بالاشمام ہے لیکن یہ مذکورہ قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔

(۲) لیکن ہائے ضمیر میں جب روم کرنا ہو تو صلہ نہ ہو گا۔

(۳) جیسے یَعۡلَمُوۡنَ کے نون پر، وَانۡحَرۡ کے را پر، وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ کے دوسری قاف پر، عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ کے میم پر، وَرَحۡمَةٌ کے ۃ پر۔

٦) **وقف بحالہ:** یعنی جب متحرک حرف پر وقف کیا جائے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ آئے، جیسے فَسَوّٰی، فَصَلّٰی، مُوۡسٰی۔①

فائدہ: یہ وقف صرف کھڑا زبر میں ہوتا ہے۔

قاری کیلئے کیفیت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں۔

۱) وقف اختیاری ۲) وقف اضطراری ۳) وقف اختباری ۴) وقف انتظاری

۱) **وقف اختیاری:** جب قاری کا سانس ختم نہ ہو، لیکن وہ اپنے اختیار سے وقف کرے، تو اسے وقف اختیاری کہتے ہے۔ یہ وقف، وقف کے کسی قوی نشانہ پر کرنا چاہیے، درمیان میں بہتر نہیں۔

۲) **وقف اضطراری:** جب قاری کا سانس ختم ہو جانے لگے یا نسیان (غلطی) کی وجہ سے کسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور ہو جائے تو ایسے وقف کو وقف اضطراری کہتے ہیں۔ اور یہ ہر کلمہ مقطوعہ پر ہو سکتا ہے۔ اگر یہ وقف، وقف کے کسی قوی نشانہ پر ہو گیا، تو اعادہ کی ضرورت نہیں، ورنہ اعادہ ضروری ہے۔

۳) **وقف اختباری:** جب استاذ اپنے شاگرد کو سمجھانے کیلئے یا شاگرد اپنے استاذ سے سمجھنے کیلئے کسی کلمہ پر وقف کرے، تو اسے وقف اختباری کہتے ہیں۔ اور اس کا حکم بھی وقف اضطراری کی طرح ہے۔

۴) **وقف انتظاری:** اس وقف کا تعلق چونکہ سبع قراءت کیساتھ ہیں اسلئے یہاں اسکی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

① کافی تلاش اور بہت سی کتابوں کو دیکھنے کے بعد بھی احقر کو اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ جب کھڑا زبر پر وقف کیا جائے تو یہ کونسا وقف کہلائے گا، اسلئے ان کو خود سے ایک نام دیا "وقف بحالہ" یعنی ایسا وقف جس میں حرف کی حرکت تبدیل نہیں ہوتا، جس طرح وصل میں پڑھا جاتا ہے اسی طرح وقف میں بھی پڑھا جاتا ہے۔

تمرین

سوال: وقف کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کیجئے؟

جواب: ____________________

____

____

سوال: تسہیل کی تعریف کیجئے؟

جواب: ____________________

____

سوال: بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ کی وضاحت کریں؟

جواب: ____________________

____

سوال: وقف قبیح کی تعریف اور حکم بیان کیجئے؟

جواب: ____________________

____

سوال: وقف بالروم کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

جواب: ____________________

____

____

سوال: وقف اضطراری سے کیا مراد ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: ____________________

____

سوال: کیفیت کے اعتبار سے وقف کی کتنی قسمیں ہیں اجمالاً لکھیں؟

جواب:

سوال: ذیل میں تمام اوقاف کی ایک ایک مثال لکھیں؟

اوقاف	غیر وقفی حالت	وقفی حالت	وضاحت
بالسکون			
بالاسکان			
بالروم			
بالاشمام			
بالابدال			
بحالہ			
تام			
کافی			
حسن			
قبیح			

چودھواں لمعہ

فوائد متفرقہ کے بیان میں

ادغام: ادغام کے لغوی معنی ہے "اِدْخَالُ الشَّيْءِ فِي الشَّيْءِ" یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔ اور اصطلاح میں ادغام کی تعریف یہ ہے۔ "خَلْطُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِمُتَحَرِّكٍ بِحَيْثُ يَصِيْرَانِ حَرْفًا وَّاحِدًا مُّشَدَّدًا، وَيَرْتَفِعُ اللِّسَانُ عِنْدَ اَدَآئِهِمَا اِرْتِفَاعَةً وَّاحِدَةً" یعنی حرفِ ساکن کو حرفِ متحرک میں اس طرح ملا دینا کہ دونوں مل کر ایک مشدد حرف بن جائیں اور دونوں کی ادائیگی کے وقت عضو ایک ہی بار کام کرے، یعنی دونوں ایک ہی مخرج سے بلا فصل ادا ہوں۔ ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ادغام صغیر (۲) ادغام کبیر

(۱) ادغام صغیر : اس میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے جیسے اَمْ مَّنْ۔

(۲) ادغام کبیر: اس میں پہلا حرف بھی متحرک ہوتا ہے اور دوسرا حرف بھی، پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام ہوتا ہے جیسے لَا تَاْمَنَّا (لَا تَاْمَنُنَا)، نِعِمَّا (نِعْمَ مَا)، اَتُحَآجُّوْنِّيْ (اَتُحَآجُّوْنَنِيْ)، تَاْمُرُوْنِّيْ (تَاْمُرُوْنَنِيْ)، مَكَّنِّيْ (مَكَّنَنِيْ)۔ (پورے قرآن مجید میں امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ادغام کبیر کی یہی پانچ مثالیں ہیں)

محل کے اعتبار سے ادغام صغیر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) ادغام مثلین (۲) ادغام متجانسین (۳) ادغام متقاربین

(۱) ادغام مثلین: جب ایک ہی حرف مکرّر ہو، پہلا ساکن اور دوسرا متحرک۔

جیسے قَدْ دَّخَلُوْا۔

(۲) ادغام متجانسین: جب ایک مخرج کے دو حرف ہوں، پہلا ساکن اور دوسرا متحرک۔

جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ۔

(۳) ادغام متقاربین: جب دو حرف مخرج یا صفت یا دونوں کے اعتبار سے قریب ہوں، پہلا ساکن اور دوسرا متحرک۔ جیسے قُلْ رَّبِّ۔

کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص

(۱) ادغام تام: جب پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل بدل جائے، جیسے مِنْ لَّدُنْهُ۔

(۲) ادغام ناقص: جب پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل نہ بدلے بلکہ پہلے حرف کی بھی کچھ کیفیت باقی رہے، جیسے مَنْ یَّعْمَلْ۔

ادغام کی شرائط

(۱) مدغم کا ساکن ہونا۔ (۲) مدغم فیہ کا متحرک ہونا۔ (۳) روایت سے ثابت ہونا۔

اخفاء: اخفاء کے لغوی معنی ہے، اَلسَّتْرُ یعنی چھپانا، اور اصطلاح میں اخفاء کی تعریف یہ ہے۔ "هُوَ عِبَارَةٌ عَنِ النُّطْقِ بِحَرْفٍ سَاكِنٍ عَارٍ (اَیْ خَالٍ) عَنِ التَّشْدِيْدِ عَلٰى صِفَةٍ بَيْنَ الْاِظْهَارِ وَ الْاِدْغَامِ مَعَ بَقَآءِ الْغُنَّةِ فِي الْحَرْفِ الْاَوَّلِ" یعنی کسی حرفِ ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت پر، اس میں صفت غنہ کو باقی رکھ کر بغیر تشدید کے ادا کرنا۔

اظہار: اظہار کا لغوی معنی ہے، اَلْبَيَانُ یعنی خوب ظاہر کرنا۔ اور اصطلاح میں اظہار کی تعریف یہ ہے "اِخْرَاجُ كُلِّ حَرْفٍ مِّنْ مَّخْرَجِهٖ مِنْ غَيْرِ غُنَّةٍ فِي الْمُظْهَرِ" یعنی حرفِ مظہر کو اس کے اپنے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔[۱]

---

[۱] یہ تعریف صرف نون و میم کے اظہار کی ہے، ورنہ اصل تعریف اظہار کی جو ہر جگہ اس پر صادق آتی ہے، یہ ہے "اِخْرَاجُ كُلِّ حَرْفٍ مِّنْ مَّخْرَجِهٖ مِنْ غَيْرِ تَغَيُّرٍ كَمَا اقْتَضَا ذَاتُهٗ وَ صِفَاتُهٗ" یعنی حرف کو اس کے مخرج مقررہ سے بغیر کسی تغیر کے ٹھیک اسی طرح ادا کرنا، کہ جس طرح اس کی ذات اور صفات لازمہ کا تقاضا ہو۔

اقلاب: اقلاب کا لغوی معنی ہے، تَحْوِیْلُ الشَّیْءِ عَنْ وَّجْھِہٖ یعنی کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینا۔ اور اصطلاح میں اقلاب کی تعریف یہ ہے "هُوَ جَعْلُ حَرْفٍ مَّكَانَ حَرْفٍ اٰخَرَ مَعَ مُرَاعَاةِ الْغُنَّةِ" یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ دینا یعنی اس سے بدل دینا، صفت غنہ کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

ہائے ضمیر کی تفصیل

صلہ: صلہ کے لغوی معنی ہے کھینچنا، اور اصطلاح میں صلہ کی تعریف یہ ہے۔ کہ زبر کو اتنا کھینچا جائے کہ کہ الف مدہ بن جائے جیسے اِذَا، پیش کو اتنا کھینچا جائے کہ واو مدہ بن جائے، جیسے لَہٗ، زیر کو اتنا کھینچا جائے کہ یائے مدہ بن جائے جیسے بِہٖ۔

ہائے ضمیر: یہ واحد مذکر غائب کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس کا اپنا حرکت پیش ہے البتہ اس پر دوسرے حرکات بھی آسکتے ہیں جن کیلئے چند قواعد ہیں۔

قاعدہ (۱): اگر ہائے ضمیر سے پہلے حرف پر زبر یا پیش یا سکون (سوائے یاء ساکنہ) ہو تو ہائے ضمیر مضموم ہو گی، جیسے لَہٗ، وَامْرَأَتُہٗ، مِنْہُ، اَنْزَلْنٰہُ۔

فائدہ: اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنی ہے، یَتَّقْہِ (سورہ نور) اس میں ہائے ضمیر مکسور ہے۔

قاعدہ (۲): اگر ہائے ضمیر سے پہلے زیر یا یائے ساکنہ ہو، تو ہائے ضمیر پر کسرہ آئے گا، جیسے بِہٖ، اِلَيْهِ

فائدہ: مذکورہ قاعدہ سے یہ چار کلمات مستثنی ہیں۔

(۱) وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ (کہف) (۲) عَلَيْهُ اللّٰهَ (فتح) (ان دونوں میں ہائے ضمیر مضموم ہیں)

(۳) اَرْجِهْ (اعراف و شعراء) (۴) فَاَلْقِهْ (نمل) (ان دونوں میں ہائے ضمیر ساکن ہیں)

قاعدہ(۳): اگر ہائے ضمیر سے پہلے اور بعد میں دونوں حروف متحرک ہوں تو ہائے ضمیر میں صلہ ہوگا یعنی حرف مدہ کی طرح کھینچ کر پڑھیں گے، جیسے اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا،مَا لُهٗ وَمَا كَسَبَ، وَاِذَا قِيْلَ۔

فائدہ: اس قاعدہ سے ایک کلمہ مستثنیٰ ہے۔ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ (اسکو بغیر صلہ کے پڑھیں گے)۔ اور چند کلمات ایسے ہیں جن میں ہ نفس کلمہ کی ہے نہ کہ ہائے ضمیر کی۔ (۱) نَفْقَهُ كَثِيْرًا (ہود) (۲) فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ (مؤمنون، صافات) (۳) لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ (مریم، شعراء) (۴) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ (علق) (۵) غَيْرُ مُتَشَابِهٍ (انعام) (۶) وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ (لقمان) (۷) لفظ اَللّٰهُ (جہاں بھی ہو)

قاعدہ(۴): اگر ہائے ضمیر سے پہلے یا بعد میں یا دونوں طرف حرف ساکن یا مشدد ہو تو صلہ نہ ہوگا، جیسے مِنْهُ الْكِتٰبُ، لَهُ الدِّيْنَ۔

فائدہ: اس قاعدہ سے بھی ایک کلمہ مستثنیٰ ہے، فِيْهٖ مُهَانًا (فرقان)۔

ہائے سکتہ: یہ بھی ہائے ضمیر کی طرح کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے جو کہ حرکت ظاہر کرنے کیلئے لائی جاتی ہے اور یہ ہر حال میں ساکن ہوتی ہے۔

فائدہ: ہائے سکتہ قرآن شریف میں کل نو جگہ آئی ہے۔

(۱) لَمْ يَتَسَنَّهْ (بقرہ) (۲) فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (انعام)

(۳) كِتٰبِيَهْ (حاقہ، دو جگہ) (۴) حِسَابِيَهْ (حاقہ، دو جگہ)

(۵) مَالِيَهْ (حاقہ) (۶) سُلْطٰنِيَهْ (حاقہ)

(۷) مَاهِيَهْ (قارعہ)۔

آخر میں وہ کلمات درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں بعض حروف رسم الخط کے موافق تو لکھے جاتے ہیں لیکن پڑھنے میں نہیں آتے۔

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	حوالہ	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	حوالہ
اَنَا	اَن	جہاں بھی ہوں	لِشَاْیْءٍ	لِشَیْءٍ	کہف (۲۳)
يَبْصُّطُ	يَبْسُطُ	بقرہ(۲۴۵)	لٰكِنَّاْ	لٰكِنَّ	کہف(۳۸)
اَفَاْئِنْ	اَفَئِنْ	ال عمران(۱۴۴)	لَاْ اَذْبَحَنَّهٗ	لَاَذْبَحَنَّهٗ	نمل(۲۱)
لَاْ اِلَى اللّٰهِ	لَاِلَى اللّٰهِ	ال عمران(۱۵۸)	لَاْ اِلَى الْجَحِيْمِ	لَاِلَى الْجَحِيْمِ	الصّٰفّٰت(۶۸)
تَبُوْٓءَاْ	تَبُوْٓءَ	مآئدہ(۲۹)	لِيَبْلُوَاْ	لِيَبْلُوَ	محمد(۴)
بَصْطَةً	بَسْطَةً	اعراف(۶۹)	نَبْلُوَاْ	نَبْلُوَ	محمد(۳۱)
مَلَاْئِهٖ	مَلَئِهٖ	قصص(۳۲)	لَاْ اَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ	حشر(۱۳)
وَلَاْ اَوْضَعُوْا	وَلَاَوْضَعُوْا	توبہ(۴۷)	سَلٰسِلَاْ	سَلٰسِلَ وصلًا	دہر(۴)
ثَمُوْدَاْ	ثَمُوْدَ	ہود(۶۸)	قَوَارِيْرَاْ	قَوَارِيْرَ وصلًا	دہر (۱۵)
لِيَرْبُوَاْ	لِيَرْبُوَ	روم(۳۹)	مَلَاْئِهِمْ	مَلَئِهِمْ	یونس (۸۳)
لِتَتْلُوَاْ	لِتَتْلُوَ	رعد(۳۰)	مُصَّيْطِرُوْنَ	مُصَيْطِرُوْنَ / مُسَيْطِرُوْنَ	طور (۳۷)
لَنْ نَّدْعُوَاْ	لَنْ نَّدْعُوَ	کہف(۱۴)	بِمُصَّيْطِرٍ	بِمُصَيْطِرٍ	غاشیہ (۲۲)

فائدہ: اس کے علاوہ واو، الف اور ی۔ ان تینوں پر جب کوئی حرکت نہ ہو یعنی متحرک نہ ہوں تو یہ نہیں پڑھے جاتے۔ جیسے مِنَ اللّٰهِ میں الف، اَلصَّلٰوةَ میں واو اور هُدًى میں ی۔

تمرین

سوال: وہ کون سے الفاظ ہیں جو لکھے ہوئے تو صاد کیساتھ ہیں اور پڑھے جاتے ہیں سین کیساتھ؟

جواب: ______________________________

سوال: صلہ کے لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب:

سوال: وہ الفاظ کون سے ہیں جن میں ایک الف زائد لکھا ہوا ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا؟

جواب:

سوال: اقلاب سے کیا مراد ہے مثالوں کیساتھ لکھیں؟

جواب:

خاتمہ

بعض باریک غلطیوں کی اصلاح

(۱) جب ساکن کے بعد ہمزہ آئے، تو ساکن اور ہمزہ کو صاف صاف اور جدا جدا پڑھنا چاہیے بعض لوگ ہمزہ کی حرکت کو اس سے پہلے والے حرف کو دیتے ہے، جیسے قَدْ اَفْلَحَ کی بجائے قَدَ فْلَحَ پڑھ دیتے ہیں۔ اور بعض اس کو مشدد پڑھ دیتے ہیں، جیسے قَدَّ فْلَحَ یہ بھی غلط ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

(۲) جب لام ساکن و نون ساکن کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے، تو عموماً لام و نون ساکنین میں قلقلہ ہو جاتا ہے، جیسے قُلْ اَعُوْذُ، اَلْحَمْدُ، اَنْعَمْتَ، اَلْاَنْھَارُ۔ اس میں خاص خیال رکھنا چاہیے۔

(۳) سورہ کہف میں عِوَجًا ○ پر آیت اور سورہ یٰسین میں "مَرْقَدِنَا" پر وقف لازم کی علامت ہے، اسلئے ان موقعوں میں بجائے سکتہ کے وقف کرنا بہتر ہے۔

(۴) تشدید والے حرف کو دبا کر اور اس میں دو حرفوں جتنی دیر لگا کے ادا کرنا چاہیے، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو تشدید ادا ہونے سے رہ جاتی ہے۔ خصوصًا جہاں تشدید والے دو یا تین حرف ساتھ ساتھ ہوں جیسے دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ، لُجِّيٍّ يَّغْشٰهُ، ذُرِّيَّتَهٗ، عِلِّيِّيْنَ، اَلْمُزَّمِّلُ۔

(۵) اگر طاء ساکن کے بعد تاء متحرک آجائے تو ادغام ناقص ہوگا یعنی طاء کو تاء میں پوری طرح مدغم نہ کیا جائے گا، بلکہ طاء کو اپنی صفت اطباق کیساتھ بغیر قلقلہ کے ادا کیا جائے گا، جیسے بَسَطْتَّ (مائدہ)، فَرَّطْتُّمْ (یوسف)، اَحَطْتُّ (نمل)، فَرَّطْتُّ (زمر)۔ (اس قسم کے قرآن کریم میں یہی چار الفاظ پائے گئے ہیں)۔

فائدہ: صحیح ادا ماہر استاذ سے سننے میں ہی آسکتی ہے۔

(٦) جب دو حروف حلقی جمع ہوں یا ایسے دو حروف جمع ہوں جن کی آوازیں ملتی جلتی ہیں، تو ان کو خوب صاف صاف اور ایک دوسرے سے ممتاز کر کے ادا کرنا چاہیے، جیسے فَسَبِّحْهُ، نُوْحُ اهْبِطْ، اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ، اَنْقَضَ ظَهْرَكَ، مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ، اِذْ زَيَّنَ، وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ، تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ۔ بعض دفعہ خیال نہ رکھنے سے یہ صاف صاف ادا نہیں ہوتے۔

(۷) جب کسی باریک حرف کے بعد پُر حرف آجائے یا پُر حرف کے بعد باریک حرف آجائے، تو ان میں بھی خیال رکھنا چاہیے اکثر دونوں کو ہی پُر پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے وَلْيَتَلَطَّفْ میں دوسرا لام اور طاء، ظَلَمَ میں ظاء اور لام، غَفَرَ میں غین اور فاء وغیرہ۔

(۸) اگر میم ساکن کے بعد واو یا فاء ہو، تو اس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ میم کی ادائیگی کیلئے ہونٹ آپس میں ملیں اور پھر واو کی ادائیگی کیلئے گول ہوں اکثر خیال نہ رکھنے سے ہونٹ ملنے سے پہلے ہی گول ہو جاتے ہیں۔ جیسے بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ (رک کر پڑھو)۔

(۹) وقف کی حالت میں حرکت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ساکن کرکے پڑھنا چاہیے، جیسے بِمَآ أُنْزِلَ اِلَيْكَ پر اگر وقف کرنا ہو تو کاف ساکن ہی پڑھنا چاہیے نہ کہ متحرک، بعض لوگ ختم قرآن کے موقعہ پر ایسا کرتے ہیں جو قابل اصلاح بات ہے۔

(۱۰) اسی طرح جب وقف کیا جائے تو سانس کو ختم کردینا چاہیے بعض لوگ وقف بھی کرتے ہیں اور سانس بھی نہیں توڑتے، خصوصاً آیت پر تو بہت لوگ ایسا کرتے ہیں۔

ختم قرآن کا طریقہ

جب آپ قرآن مجید ختم کرنے لگے تو دو باتوں کا خیال ضرور رکھیں۔

(۱) جب سورۃ الضحٰی پر پہنچے تو وہاں سے سورۃ الناس تک ہر سورۃ کے آخر میں تکبیر یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے، یہ اگرچہ ضروری تو نہیں مگر ایک پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ اور اگر تکبیر کیساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ کا اضافہ بھی کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ ایسی حالت میں ان کی چار صورتیں بن جائے گی۔

(۱) اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(۲) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(۳) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(۴) اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

ان چار صورتوں میں پہلے تین تو جائز ہیں لیکن چوتھی صورت جائز نہیں کہ تکبیر کیساتھ صرف وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھا جائے۔[1]

(۲) دوسری بات یہ کہ سورۃ الناس کے آخر پر تلاوت ختم نہ کرے بلکہ اسی وقت اور اسی مجلس میں دوسرا قرآن مجید شروع کرے، یعنی سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کے ابتدائی آیات یعنی اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھے، اس عمل کو اَلْحَآلُّ الْمُرْتَحِلُ کہتے ہے۔ اس کو حدیث شریف میں افضل الاعمال بتایا گیا ہے۔

تنبیہ: قرآن شریف کو اتنا تیز اور جلدی جلدی پڑھنا کہ جس میں ضروری قواعد کی پابندی اور رعایت نہ ہو سکے، ہر گز جائز نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص قواعد کی پابندی کرتے ہوئے تیز بھی پڑھ سکتا ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن پھر بھی بہتر ہے کہ اطمینان سے پڑھے۔ قرآن شریف پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) ترتیل: یعنی قرآن شریف کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کیساتھ پڑھنا۔

(۲) تدویر: یعنی قرآن شریف کو درمیانی پڑھنا نہ زیادہ جلدی ہو اور نہ زیادہ ترتیل۔

---

[1] اب ان تکبیرات کو سورۃ کیساتھ کیسے ملائیں گے ان کیلئے چار قاعدے ہیں۔ (۱) اگر سورۃ کے آخری حرف پر جزم یا تنوین ہو جیسے فَحَدِّثْ، فَارْغَبْ، لَخَبِيْرٌ، مَاْكُوْلٍ۔ تو تکبیر میں لفظ اللہ کے ہمزہ کو گرادیں گے، اور جزم والے حرف اور تنوین کو زیر دے کر اسی طرح پڑھیں گے، فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَخَبِيْرُنِ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (۲) اگر آخری حرف ہائے ضمیر ہو، تو اس میں صلہ نہیں کریں گے، بلکہ ہمزہ کو گرا کر ھاء کو لام سے ملادیں گے اور اسی طرح پڑھیں گے، رَبَّهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، شَرًّا يَّرَهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (۳) اگر سورۃ کے آخری حرف پر حرکت ہو تو اس صورت میں حرکت کو باقی رکھ کر حرف کو لام سے ملادیں گے اور اسی طرح پڑھیں گے، بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، مَطْلَعِ الْفَجْرِ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (٤) اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی پڑھنا ہے تو اس صورت میں تنوین کا تو لام میں ادغام کریں گے اور اسی طرح پڑھیں گے، لَخَبِيْرٌ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور باقی تین صورتوں میں حرکت، سکون اور صلہ کو اصلی حالت پر رکھ کر ملادیں گے، جیسے فَحَدِّثْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، مَطْلَعِ الْفَجْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، رَبَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

(۳) حدر: یعنی قرآن شریف کو تیز (یعنی روانگی کیساتھ) قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھنا۔

آخر میں دعا کا اہتمام ضرور کیجئے، کیونکہ ختم قرآن کے موقع پر دعا قبول ہوتی ہے، اللہ تعالی سے اپنی دینی و دنیوی حاجتیں مانگو، قرآن شریف کی تلاوت میں جو قصور اور کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالی سے استغفار کرو، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو، وہ بڑا غفور الرحیم اور بے حد مہربان ہے۔ اور اگر یاد آئے تو اس گناہ گار کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد کر لیجئے۔

دُعَآءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ، وَاجْعَلْهُ لِیْٓ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً، اَللّٰھُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَ عَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ○ اٰمِیْن

ترجمہ: اے اللہ! میری قبر سے میری وحشت اور پریشانی کو دور فرما، خدایا قرآنِ عظیم کی برکت اور رحمت سے مجھے نواز دے قرآن کو میرے لئے رہنما اور پیشوا بنا، اور ساتھ ہی نور اور سببِ ہدایت اور رحمت بنا، الٰہی! اس میں سے جو میں بھول گیا ہوں مجھے یاد دلادے، اور اس میں سے جو میں نہیں جانتا وہ مجھ کو سِکھا دے اور رات دن مجھے اس کی تلاوت نصیب فرما، اور قیامت کے روز اس کو میرے لئے دلیل بنا، اے سارے عالم کے پرورش کرنے والے۔ آمین

دُعَآءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ○ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ○ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً وَّ بِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلِفِ اُلْفَةً وَّ بِالْبَآءِ بَرَكَةً وَّ بِالتَّآءِ تَوْبَةً وَّ بِالثَّآءِ ثَوَابًا وَّ بِالْجِیْمِ جَمَالًا وَّ بِالْحَآءِ حِكْمَةً وَّ بِالْخَآءِ

خَيْرًا وَّ بِالدَّالِ دَلِيْلًا وَّ بِالذَّالِ ذَكَآءً وَّ بِالرَّآءِ رَحْمَةً وَّ بِالزَّآءِ زَكٰوةً وَّ بِالسِّيْنِ سَعَادَةً وَّ
بِالشِّيْنِ شِفَآءً وَّ بِالصَّادِ صِدْقًا وَّ بِالضَّادِ ضِيَآءً وَّ بِالطَّآءِ طَرَاوَةً وَّ بِالظَّآءِ ظَفْرًا وَّ
بِالْعَيْنِ عِلْمًا وَّ بِالْغَيْنِ غِنًى وَّ بِالْفَآءِ فَلَاحًا وَّ بِالْقَافِ قُرْبَةً وَّ بِالْكَافِ كَرَامَةً وَّ
بِاللَّامِ لُطْفًا وَّ بِالْمِيْمِ مَوْعِظَةً وَّ بِالنُّوْنِ نُوْرًا وَّ بِالْوَاوِ وُصْلَةً وَّ بِالْهَآءِ هِدَايَةً وَّ
بِالْيَآءِ يَقِيْنًا اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ○ وَارْفَعْنَا بِالْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ
الْحَكِيْمِ ○ وَ تَقَبَّلْ مِنَّا قِرَآءَتَنَا تَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاٍ اَوْ
نِسْيَانٍ اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَةٍ عَنْ مَّوَاضِعِهَآ اَوْ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاْخِيْرٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ اَوْ
تَاْوِيْلٍ عَلٰى غَيْرِ مَآ اَنْزَلْتَهٗ عَلَيْهِ اَوْ رَيْبٍ اَوْ شَكٍّ اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوْٓءِ اِلْحَانٍ اَوْ تَعْجِيْلٍ
عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَسْلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ اَوْ وَقْفٍ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ اَوْ
اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ تَشْدِيْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ
اِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَا كَتَبَهٗ اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ وَّ رَهْبَةٍ عِنْدَ اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ وَ اٰيَاتِ الْعَذَابِ
فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَ اكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَ زَيِّنْ
اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَ نَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ وَ اَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا وَّ فِي الْقَبْرِ مُوْنِسًا وَّ عَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا وَّ فِي الْجَنَّةِ
رَفِيْقًا وَّ مِنَ النَّارِ سِتْرًا وَّ حِجَابًا وَّ اِلَى الْخَيْرٰتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا فَاكْتُبْنَا عَلَى التَّمَامِ وَارْزُقْنَآ
اَدَآءً بِالْقَلْبِ وَ اللِّسَانِ وَحُبِّ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبَشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ ○ وَ صَلَّى
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ مُّظْهَرِ لُطْفِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖٓ اَجْمَعِيْنَ، وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○

ترجمہ: سچ فرمایا اللہ نے جو بلند اور بڑا ہے اور سچ فرمایا اس کے رسول نبی بزرگ نے

اور ہم اس پر گواہ ہیں۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول کر بیشک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ اے اللہ ہمیں دے ہر حرف کے عوض میں قرآن کی شیرینی اور قرآن کے ہر پارے پر بدلہ۔ اے اللہ دے الف کے بدلے میں محبت اور بے کے بدلے میں برکت اور تے سے توبہ اور ثے سے ثواب اور جیم سے جمال اور حے سے حکمت اور خے سے خیر اور دال سے رہنمائی اور ذال سے دانائی اور راء سے رحمت اور زاء سے طہارت اور سین سے سعادت اور شین سے شفاء اور صاد سے سچائی اور ضاد سے روشنی اور طاء سے تازگی اور ظاء سے کامیابی اور عین سے علم اور غین سے تونگری اور فے سے کامیابی اور قاف سے تقرب الٰہی اور کاف سے کرامت اور لام سے مہربانی اور میم سے نصیحت کرنا اور نون سے نور اور واؤ سے اللہ کا وصال اور ھاء سے ہدایت اور یے سے یقین۔ اے اللہ ہم کو نفع دے قرآنِ عظیم سے اور ہم کو نفع دے آیتوں اور ذکرِ حکیم سے اور ہم سے قبول کر اور معاف کر ہم سے وہ جو تلاوتِ قرآن میں غلطی یا بھول یا کسی کلمے کو بدلنا ان کی جگہوں سے یا آگے کرنا یا پیچھے کر دینا یا زیادہ کر دینا یا کم کر دینا یا ایسی تاویل جو تیرے اتارے ہوئے کے خلاف ہو یا شبہ ہو یا شک ہو یا بھول ہو یا غلط طرح پڑھے یا جلدی کرنا تلاوتِ قرآن کے وقت یا سستی یا جلدی سے یا زبان کی کجی سے یا وقف بغیر وقف کے یا ادغام بغیر ادغام کے یا اظہار کرنا بغیر بیان کے یا مدّ یا تشدید یا ہمزہ یا جزم کرنا یا اعراب بغیر اس کے لکھے ہوئے یا کم رغبتی یا خدا سے نہ ڈرنا نزدیک رحمت کی آیتوں کے یا آیاتِ عذاب کے۔ لہذا ہماری مغفرت فرمائے ہمارے رب اور ہم کو گواہوں کے ساتھ لکھ دے۔ اے اللہ روشن کر ہمارے دل قرآن سے اور مزین کر ہمارے اخلاق کو قرآن سے اور ہم کو جہنم سے نجات دے قرآن کی برکت سے اور ہم کو جنت میں داخل فرما قرآن کی برکت سے۔ اے اللہ کر دے قرآن کو ہمارے لئے دنیا میں ساتھی اور قبر میں

مونس اور پل صراط پر نور اور جنت میں ساتھی اور جہنم سے پردہ اور حجاب اور ہر اچھائی کی طرف رہنما تو لکھ دے ہمارے لئے قرآن کی پوری دعائیں اور ہمیں دل اور زبان سے ادا کرنے کی توفیق دے اور خیر کی محبت دے اور سعادت دے اور ایمان کو بشارت دے اور اللہ صلوٰۃ (درود وسلام) بھیج اپنے بہترین مخلوق محمد ﷺ پر جو اس کے لطف کے مظہر اور اس کے عرش کے نور ہیں ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیج اور ان پر سلام بہت بہت۔

فائدہ: "متعدّد روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن مجید کے موقع پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور بعض حضرات نے اس وقت دعا کرنے کو مستحب کہا ہے۔ اسی لئے ہمارے اکابر و مشائخ کا ختم قرآن کے بعد دعا کا معمول ہے۔ لیکن اس موقع پر کوئی خاص اور متعین دعا کرنا صحیح روایات سے منقول نہیں، لہذا جو بھی دعا کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ سوال میں ذکر کردہ پہلی دعا کے (اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ) والے حصّے کی روایت کو علماء حدیث رحمہم اللہ نے موضوع قرار دیا ہے۔۔۔ دعا کا اگلا حصہ (یعنی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ سے آخر تک) متعدّد کتابوں میں بعینہٖ ان ہی الفاظ میں موجود ہے۔۔۔ دوسری دعا (صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ) تلاش کے باوجود ان الفاظ کے ساتھ ہمیں نہیں مل سکی۔ تاہم دونوں دُعاؤں کے الفاظ اگرچہ ثابت نہیں مگر ان کا مضمون درست ہے، اس لئے اگر ان کو ختم قرآن کریم کے موقع پر، سنت اور ضروری سمجھے بغیر پڑھا اور لکھا جائے، تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔۔۔ واللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اعلم"

ماخذ: دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۷/ربیع الثانی/۱۴۳۷ھ
۱۸/جنوری/۲۰۱۶ء
فتوی نمبر: ۸۴/۱۷۷۲

تمت بالخیر

الحمد للہ اولاً و آخراً یہاں پہنچ کر رسالہ "آسان مشقی تجوید" تمام ہوا۔ حق تعالیٰ شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم اور اپنی عنایت سے اس حقیر سی خدمت کو قبول فرما کر طالبینِ فن کے لئے نافع اور مؤلف کے لئے ذریعہ نجات اور دینی ترقی کا باعث بنائیں، اور مؤلف کے گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے اس کو شرف قبول سے محروم نہ فرمائیں، کیونکہ ہر قسم کی خوبی اور بھلائی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

۱ صفر ۱۴۴۷ ھ بمطابق ۲۶ جولائی ۲۰۲۵

مؤلف کی دیگر تصانیف







